امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ

ترتیب

محمد قمر الزماں مصباحی ایم اے

امام احمد رضا

اور

اصلاحِ معاشرہ

ترتیب

محمد قمر الزماں مصباحی، ایم اے
لکچرر محسن ملت یونانی میڈیکل کالج، دوائے پور (یو پی)

حسبِ فرمائش

حافظ و قاری عبدالوکیل رضوی صاحب

مفتی عبدالصمد صاحب رضوی۔ خطیب نور الہدیٰ مسجد دھاراوی، ممبئی۔ ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

وارث علوم رضا، تاج الشریعۃ، قاضی القضاۃ فی الہند

حضرت علامہ الشاہ مفتی اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی

کے نام

جو اپنے خاندان کی علمی جلالت اور فضل و تقویٰ کی عظیم امانت ہیں۔ اور آج پوری دنیا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض جن کے وسیلے سے حاصل کر رہی ہے۔

اختر رضا کے دم سے جدھر دیکھئے قمرؔ
احمد رضا کا فیض اتم بے شمار ہے

سگ کوئے رضا
محمد قمر الزماں مصباحی، ایم اے، مظفر پوری

گلہائے عقیدت

حضور تاج الشریعۃ کے صاحبزادہ عالی وقار حضرت مولانا الشاہ عسجد رضا قادری کی خدمت میں محبتوں کے پھول پیش ہیں، جن کی محنت ولگن اور عظیم کوششوں سے آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ پروان چڑھ رہی ہے۔

اختر رضا کے پھول کی نکہت نہ پوچھئے
ہر شاخِ گل پہ آج لباسِ بہار ہے

بارگاہ رضا کا سوالی
محمد قمر الزماں مصباحی
(ایم۔اے) مظفر پوری

مرتب ایک نظر میں

نام: محمد قمر الزماں ولدیت: ڈاکٹر محمد اسمٰعیل رضوی

ولادت: ۱۰ر جنوری ۱۹۶۸ء

جائے پیدائش: محلہ ابراہیم نگر، کمہرار، ضلع شیوہر، بہار

ناظرہ واردو کی تعلیم: دارالعلوم غوثیہ، نیوریا حسین پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی

درس نظامیہ کی ابتدائی تعلیم: جامعہ قادریہ، مقصود پور، مظفر پور، بہار

بہار مدرسہ بورڈ سے: وسطانیہ، فوقانیہ، مولوی، عالم

الٰہ آباد بورڈ سے: منشی، کامل، عالم

سن فراغت ۱۹۹۰ء: الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڈھ، یوپی

میسور اوپن یونیورسٹی کرناٹک سے: ایم، اے اردو

بیعت وارادات: شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ، بریلی شریف

اساتذۂ کرام: مولانا مطیع الرحمٰن مرحوم، شیر بہار مفتی محمد اسلم صاحب رضوی، مولانا نسیم الدین صاحب رضوی، ڈاکٹر مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری، بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، علامہ عبدالشکور صاحب گیاوی، علامہ نصیر الدین صاحب عزیزی، علامہ محمد احمد صاحب مصباحی، علامہ شمس الہدیٰ صاحب مصباحی، مولانا فیاض عالم ردولوی۔

مقام تدریس: الجامعۃ الرضویہ مغل پورہ پٹنہ سٹی پٹنہ، دارالعلوم امام احمد رضا بھائیکلہ ممبئی، دارالعلوم سلمانیہ مسلم یتیم خانہ مظفر پور، جامعہ قادریہ پونہ، جامعہ برکات العلوم

گوونڈی، ممبئی، محسن ملت یونانی میڈیکل کالج، رائے پور، چھتیس گڑھ تادم تحریر۔
ادارت: ماہنامہ نور مصطفیٰ پٹنہ، سہ ماہی الخضر امظفر پور، پیغام رضا، ممبئی
تالیفات: انوار خاکی، امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ، آقائے کائنات اور ان کا اخلاق، امام احمد رضا اور تبرکات کی عظمت، محسن ملّت ارباب علم و دانش کی نظر میں، معارف محسن ملّت، ماہنامہ نور مصطفیٰ کا پاسبان ملت نمبر، مظہر مفتیٔ اعظم عکس و شخص مناقب محسن ملّت۔
غیر مطبوعہ: مفتیٔ اعظم اور ان کا تقویٰ، امین شریعت حیات و خدمات، ملک العلماء امام احمد رضا کے ایک جاں باز سپاہی، طلعت افکار، زمزمۂ عشق (نعتوں کا مجموعہ)
محبوب مشغلہ: درس و تدریس، ترتیب و تالیف، نعت گوئی، وعظ و خطابت
رسم مناکحت: ۷ار شوال ۱۴۱۴ھ، ۱۹ر اپریل ۱۹۹۳ء

اولاد: محمد حسان رضا قادری، محمد سلمان رضا غوثی، عائشہ قمر نوری

❁ ❁ ❁

ایک جھلک

تقدیم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کی عبقری شخصیت بزم علم وشعور اورانجمن عشق وعرفان میں محتاج تعارف نہیں، ایک فقید المثال فقیہ، عظیم محقق، نابغۂ عصر محدث، بلند پایہ مصنف اور پرسوز مصلح کی حیثیت سے پورے عالم اسلام میں آپ کا غلغلہ بلند ہے۔ خدائے پاک نے اپنے دین پاک کی حفاظت وصیانت، شریعت وسنت کی اشاعت اور ملت بیضا کی نصرت وحمایت کے لئے روز ازل میں ہی آپ کا انتخاب فرمالیا تھا، مدارس سے لے کر خانقاہ تک اسلامی اقدار وروایات کی برکتیں اور ایمانی سوز وگداز کی لذتیں اسی مرد قلندر کی لطافت قلم، طہارتِ فکر اور تجدیدی کارناموں کی رہین منت ہیں۔

چودھویں صدی ہجری میں احیائے دین، احقاق حق، ابطال باطل اور تحریک عشق مصطفیٰ کے فروغ میں آپ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ آپ نے حق کے چہرے سے غبار صاف کیا، فکروں کے جالے دور کیے، بیمار ذہنوں کا تعاقب کیا، آپ کی نسیم آگہی اور شمیم فکر سے گلشن دین ودانش میں تازہ بہار آگئی، عقیدے کی بنجر زمین پر صالح اعتقاد کے غنچے چٹکنے لگے، محبت رسول کی کلیاں کھلنے لگیں، حسن سیرت کے پھول مسکرانے لگے اور وہ قافلے جو بدعقیدگی وبے راہ روی کے صحرا میں بھٹک رہے تھے اس کا رخ گنبد خضریٰ کی طرف پھیر دیا۔

مقامِ حیرت ہے کہ جو لوگ علم وادب سے تہی دامن ہیں وہ اس آفتاب علم و

فضل سے آنکھیں ملانے کی بے جا جسارت کر رہے ہیں اور معاشرے کی اصلاح میں جن کا کوئی حصہ نہیں وہ اس ماہتاب ادراک وکمال کی چاندنی میں نقص جوئی کا بھیانک کردار ادا کر رہے ہیں۔ مگر اس دانائے راز کے نقش پا کی چمک ہمیں یہ احساس دلا رہی ہے کہ:

میں نور بن کے زمانے میں پھیل جاؤں گا
تم آفتاب میں کیڑے نکالتے رہنا

ہونا تو یہ تھا کہ ان کی خدمات دینی کو سراہتے، ان کے قلمی و علمی فیضان کی خوشبو سے اپنے ذہن وفکر کی حویلی کو معطر کرتے، ان کی بارگاہ عبقری میں نیازمندی کے پھول لٹاتے اور ان کی باوقار شخصیت کی تجلی سے قلب ونگاہ کی وادی کو چمکاتے۔ کیا کج فکری کی اس سے زیادہ بھیانک بھی کوئی مثال ہوسکتی ہے کہ عمل کی تطہیر اور عشق نبی کی تفسیر میں جس کی حیات کا ہر لمحہ مصروف ہو، جس کے قلم کی سیاہی کا ہر قطرہ تحریک عشق رسالت کا پر جوش نمائندہ ہو، جس کے ذکر وفکر کا مرکز نبی کی دہلیز ہو، جس کے محراب محبت کا قبلہ گنبد خضریٰ ہو، جس کے دل پر شوق کی ہر دھڑکن چیزے نمی دانم اغثنی یارسول اللہ کی صدا لگا رہی ہو، جس نے بدعات کے تاج محل پر چھاپہ ماری کی ہو، قلم کی آوارگی پر پہرے بٹھائے ہوں، طاق حیات میں کعبہ محبت کو سجانے کا سلیقہ بخشا ہو، خرافات کی ظلمات میں قندیل ہدایت کی کرنیں بکھیری ہوں اور جس کی پوری زندگی باطل نظریات کی معرکہ آرائی میں سرگرم ہو، آج اس پر یہ الزام کہ وہ بدعتی فرقے کا بانی تھا۔ مگر ہمارے حریف کی باتوں میں کتنی صداقت ہے اس کے لئے پروفیسر اختر الواسع جامعہ ملیہ اور ڈاکٹر خواجہ اکرام جواہر لال یونیورسٹی دہلی کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے بڑی دیانت کے ساتھ حقائق کے چہرے سے پردہ اٹھایا ہے۔

پروفیسر اختر الواسع جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی لکھتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی کے بارے میں ایک عام غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ ان کی وجہ سے برصغیر ہند و پاک میں بدعات کو فروغ حاصل ہوا اور دین میں ایسی نئی نئی باتیں پیدا ہوئیں جن سے شارع علیہ السلام کو دور کا بھی واسطہ نہیں رہا۔ لیکن جب ہم فاضل بریلوی کی تحریروں اور خاص طور پر ان کے فتاویٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ بدعات کو فروغ دینے کا الزام نہ صرف غلط ہے بلکہ سراسر ان سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ کھلے ذہن و دماغ کے ساتھ فاضل بریلوی کی تحریروں اور فتاویٰ کے مطالعہ سے جو تصویر ہمارے سامنے آتی ہے وہ ایک ایسے داعی اور دینی رہنما کی ہے جس نے اپنے زمانے میں شدت کے ساتھ اور باضابطہ طور پر بدعات و خرافات کے خلاف تحریک چلا رکھی تھی''۔ (عالمی سہارا، اعلیٰ حضرت نمبر، مارچ ۲۰۰۸ء)

ڈاکٹر خواجہ اکرام جواہر لال نہرو یونیورسٹی دہلی رقم طراز ہیں:

''امام احمد رضا کی سب سے بڑی دین، ملت اسلامیہ کے لئے یہ ہے کہ انہوں نے ان رسوم و رواج کو جو غیر ضروری طور پر اسلام کے ماننے والوں میں راہ پا رہے تھے ان کی جانب نہ صرف اشارہ کیا بلکہ تحریری، تقریری اور عملی طور پر اس کے انسداد کی کوششیں کیں۔ ان کی ان کوششوں کو لوگ معمولی بھی سمجھ سکتے ہیں مگر سچائی یہ ہے کہ اگر اس عہد میں یہ کوشش نہیں ہوتی تو اس قوم کو اپنی اصلاح کرنے اور صحیح راہ تلاش کرنے میں کئی صدیاں لگ جاتیں اور مادیت کے اس دور میں دین و ایمان کی تفہیم جوئے شیر لانے کے مصداق ہوتی''۔

(ماہنامہ جام نور، ۲۰۱۰، ص ۵)

یہ عصری جامعات کی وہ شخصیات ہیں جن کے قلم کی روشنائی عقیدت کی دہلیز

پر سجدہ ریزی سے کافی حد تک گریز کرتی ہے اور جن کی فکروں کا سفر ہمیشہ حقیقت کی تلاش میں ہوتا ہے۔ اب اگر دنیا صداقت سے محروم نہیں ہے تو بتایئے کہ شرک کی زہریلی فضا میں عظمت توحید کا علم بلند کرنا بدعت ہے؟ توہین رسالت کے پر آشوب حالات میں محبت رسول کی قندیلیں فروزاں کرنا بدعت ہے؟ تنقیص اولیا کے مسموم ماحول میں توقیر اولیاء کی خوشبو بکھیرنا بدعت ہے؟ اور خرافات کے دبے انبار سے اسلامی قدروں کے نگینے تلاش کر باہر نکالنا بدعت ہے۔ اگر ان پاکیزہ روایات کی حفاظت کا نام ہی بدعت ہے تو فکری خیانت اور گروہی عصبیت کو کون سا نام دیا جائے۔

تاریخ ماضی کو حال اور حال کو مستقبل سے جوڑنے کی ایک خوبصورت کڑی ہے۔ تاریخ کے سمندر میں آج بھی وہ صدف موجود ہے جس پہ یہ حقیقت رقم ہے کہ اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی نئے فکر وعقیدہ کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ اپنے بزرگوں کے اقوال وافعال اور دین وشریعت کے احکامات کو تازگی بخشی۔ مخالفین نے جس قدر آپ کے خلاف فضا ہموار کی، حقائق پر پردے ڈالے، الزام تراشیاں کیں اس کے تار و پود خود بخود بکھرتے چلے گئے۔ اب کون ہے جو ان کے فضل وکمال اور شانِ تحقیق سے آنکھیں موند لے، ان کی اصلاح سے نگاہیں چرالے، ان کے علم کے اجالے کو قید کرلے اور ان کی وارفتگی عشق سے انکار کردے۔

الحمد للہ! ان کے افکار کی خوشبو پھیلتی جا رہی ہے۔ ان کے پاکیزہ خیالات کی کرنوں سے دلوں کے آفاق روشن ہو رہے ہیں۔ ان کے علم کی جامعیت، فنی بصیرت، فکری طراوت اور تفقہ کے نور سے ایک عالم اکتساب فیض کر رہا ہے۔ آپ نے جس اخلاص ویقین اور عشق وعقیدت کے ساتھ اصلاح فکر وعمل کا چراغ جلایا تھا وہ چراغ آج بھی ہوا کی زد پر اپنا اُجالا تقسیم کر رہا ہے۔ ان کے اسی جذبہ خیر وایثار کا نتیجہ ہے کہ آج ہر زبان پر اعلیٰ حضرت، دل کی دھڑکن میں اعلیٰ حضرت، شعور کی ہر انجمن میں

اعلیٰ حضرت، جامعات کے ہر شعبے میں اعلیٰ حضرت، مضراب حیات کے ہر ساز میں انہیں کی محبتوں کا نغمہ سنائی دے رہا ہے۔ زندگی کی ہر سانس میں ان کی یادوں کی خوشبو رچی بسی ہے، علم وشعور کی ہر شاخ پر انہیں کا مرغ نوا سنج ہے، ان سے محبت سنیت کی علامت اور ان سے دوری فکر وعمل کی ظلمتوں کا غماز ہے۔ خانقاہ ہو یا درس گاہ، جامعات ہوں یا کلّیات، ہر جگہ ان کی کرم پاشیوں کا بادل جھوم جھوم کر برس رہا ہے۔ ایک پرنور، باوقار اور پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر وتشکیل میں ان کا انقلاب آفریں کارنامہ ہم سب کے لئے چراغ ہدایت ہے۔ اس سے انکار دن کے اجالے میں آفتاب سے انکار کرنا ہے۔

''امام احمد رضا اور اصلاح معاشرہ'' کے تعلق سے ایک مختصر رسالہ آپ کے ذوق مطالعہ کو دعوت دے رہا ہے۔ اگر دل عصبیت کے غبار سے پاک ہے، دماغ قبول عقل کے لئے آمادہ ہے اور ہاتھوں میں انصاف ودیانت کا چراغ موجود ہے تو اس کے اجالے میں اشک بار آنکھوں سے اس مخلص داعی اور پرسوز قائد کی تحریروں کو پڑھیئے اور جواب دیجئے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بدعات اور غیر شرعی رسومات کو فروغ دیا ہے یا اس کے خلاف جنگ لڑی ہے:

کبھی کبھی ادنیٰ سا فیصلہ دل کا ۔۔۔ معاشرے میں بڑا انقلاب لاتا ہے

اخیر میں خیر الاذکیا نصیر ملتِ استاذ محترم حضرت علامہ نصیر الدین صاحب قبلہ عزیزی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا مشکور ہوں جنہوں نے جامع تقریظ تحریر فرما کر کتاب کو وقار واعتبار کی سند عطا کردی۔ بڑی ناشکری ہوگی اگر میں آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ دھاراوی، ممبئی اور اُن کے ارکان جناب ایوب بھائی، نفیس بھائی، محمد علی بھائی، محمد سلیم بھائی، محمد یونس بھائی اور محمد رئیس بھائی کا ذکر نہ کروں جن کے پُر خلوص تعاون سے یہ کتاب شائع ہوکر آپ کے ذوقِ مطالعہ کو جلا

بخش رہی ہے۔

دعا ہے کہ خدائے قدیر ان حضرات کو دارین کی برکتوں، نعمتوں اور شوکتوں سے نوازے اور اس کتاب کے ذریعہ معاشرے میں اصلاح کا نور برسائے۔ آمین ثم آمین۔

غلطی بشری تقاضہ ہے۔ اس کتاب میں کوئی کمی نظر آئے تو اطلاع دیں۔ تنقید کے دامن سے تحسین کی خوشبو پھوٹے گی تو قوت احساس ضرور لطف اندوز ہوگی۔

فقط

محمد قمر الزماں مصباحی (ایم.اے) مظفر پوری
استاذ محسن ملت یونانی میڈیکل کالج رائے پور، سی.جی

۱۰ر شوال المکرم ۱۴۳۱ھ، ۱۹ر ستمبر ۲۰۱۰ء

تقریظ جلیل

نصیرِ ملت حضرت علامہ نصیر الدین عزیزی صاحب قبلہ،
پروفیسر معقولات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجدد اعظم، امام اہل سنت، سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی ذاتِ بابرکات سے کون واقف نہیں جنہوں نے دین ومذہب اور اسلام وسنت کی تبلیغ واشاعت میں اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ قربان کردیا، اسلامی افکارونظریات ہوں یا معاشرتی نظام، اس کی تائید وتقویت میں اپنے قلم کی روشنائی کا ایک ایک قطرہ صرف کردیا۔ اس مجدد اعظم کے تجدیدی کارناموں میں ''اصلاح معاشرہ'' ایک بہت ہی عظیم وجلیل کارنامہ ہے۔

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے اسی عنوان پر ایک کامیاب تحریر ہے جسے جماعت اہل سنت کے عظیم مفکر اور صاحب قلم حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب مصباحی، لکچرر محسن ملت یونانی میڈیکل کالج رائے پور چھتیس گڑھ نے ترتیب دی ہے۔ موصوف بہت ذہین اور طباع، بلند پایہ عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین ادیب اور قلم کار بھی ہیں۔ ملک کے بہت سے رسائل اور جرائد ان کے علمی و فکری اور ادبی مضامین سے مزین ہوتے رہے ہیں۔

میری دعا ہے کہ رب قدیر حضرت مولانا زید مجدہم کی اس کاوش کو شرف

قبولیت عطا فرمائے اور اس کے ذریعہ مسلم معاشرہ میں پھیلی ہوئی خرابیوں کو دور فرمائے اور جو لوگ مجدد اعظم قدس سرہ العزیز کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں انہیں حق بینی اور حق فہمی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد نصیر الدین عفی عنہ
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
وارد حال رائے پور
۳۰/جولائی ۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولادت باکرامت: اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہٗ کی ولادت طیبہ ۱۰ رشوال المکرم ۱۲۷۲ھ، مطابق ۱۴ر جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی۔ مندرجہ ذیل آیت کریمہ سے اپنا سن ولادت استخراج فرمایا۔

اُولٰئِكَ كَتَبَ فِی قُلُوبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ. ترجمہ: وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی۔

آپ کا پیدائشی نام محمد اور تاریخی نام "المختار" ہے۔ جد امجد حضرت علامہ رضا علی خاں قدس سرہٗ (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) نے آپ کا نام احمد رضا تجویز فرمایا۔ جس نام سے آپ مشہور ہوئے۔ بعد میں اپنے نام کے ساتھ عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرمایا۔ چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں:

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

خاندانی نجابت: آپ کا خاندان فضل وکمال، شرافت و بزرگی اور علمی عبقریت میں شروع سے یگانہ روزگار رہا، آپ کے والد گرامی امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خاں قدس سرہٗ صاحب تصانیف کثیرہ، بلند پایہ فقیہ اور نازشِ عصر عالم دین تھے۔ آپ کے جد امجد حضرت علامہ شاہ رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے عارف حق، درویش کامل اور مرجع خلائق بزرگ تھے۔ آپ کے پڑدادا حضرت حافظ شاہ کاظم علی خاں رحمۃ اللہ علیہ فوج کے سپہ سالار اور ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ایسے

آغوشِ علم وکرم، فضل وکرامت اور گہوارہ شعور وادب میں آپ کی تربیت ہوئی۔

ذہانت: آپ بچپن سے ہی ذکی وذہین، اعلیٰ دماغ اور زبردست قوت حافظہ کے مالک تھے۔آپ خود تحریر فرماتے ہیں:

''میرے استاذ جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو حرف بہ حرف اور لفظ بہ لفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے، احمد رضا... یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن۔ مجھے پڑھاتے دیر لگتی مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی'' [۲]

آپ نے فقط ۴ سال کی عمر میں ناظرہ قرآن شریف مکمل کر لیا۔ ۶ سال کی عمر مبارک میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر منبر پر جلوہ افروز ہو کر نہایت بلیغ اور موثر خطاب فرمایا اور گیارہ سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی عربی میں شرح لکھی۔ یہ آپ کی سب سے پہلی تصنیف ہے۔

فراغت: ۱۳ر سال ۱۰ر ماہ ۵ر دن کی عمر میں ۱۴ر شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ میں سند فراغت سے نوازے گئے۔ [۳]

آپ لکھتے ہیں:

''وسط شعبان ۱۲۸۶ھ میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں ۱۳ر سال دس ماہ پانچ دن کا تھا۔ اسی تاریخ سے مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میں احکام شرعیہ کی طرف متوجہ ہوا'' [۴]

قوت حافظہ: ایک مرتبہ آپ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور حضرت محدث سورتی مولانا وصی احمد علیہ الرحمہ کے مہمان ہوئے۔ اثنائے گفتگو عقود الدریہ فی تنقیح فتاویٰ الحامدیہ کا ذکر آ گیا۔ حضرت محدث صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ

وہ کتاب میرے کتب خانہ میں موجود ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے اب تک وہ کتاب نہیں گزری تھی۔ فرمایا جاتے وقت مطالعہ کے لئے میرے ساتھ کر دیجئے گا۔ حضرت محدث صاحب نے وہ کتاب اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کردی اور یہ بھی فرمایا کہ مطالعہ کے بعد واپس بھیج دیں۔ میرے پاس گنتی کی چند کتابیں ہیں جن سے فتاویٰ دیا کرتا ہوں۔ سرکار اعلیٰ حضرت کو اسی دن آنا تھا مگر کسی جاں نثار کی دعوت پر رک گئے۔ آپ نے رات میں عقود الدریہ کی دو ضخیم جلدوں کا مطالعہ فرمالیا اور دوسرے دن بعد نماز ظہر بریلی شریف کا قصد فرمایا۔ لیکن عقود الدریہ کو تھیلے میں رکھنے کی بجائے حضرت محدث صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھجوادی۔ اس واقعہ کے بعد حضرت محدث صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور عرض کیا کہ میری اتنی سی گذارش پر کہ

''مطالعہ کے بعد میری کتاب واپس فرما دیجئے'' آپ کو اتنا ملال ہوا کہ کتاب آپ ابھی واپس کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کل جانا ہوتا تو بریلی لے جاتا لیکن جب رک گیا تو شب میں اور صبح میں پوری کتاب دیکھ ڈالی۔ اب لے جانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت محدث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کا دیکھ لینا کافی ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ دو تین سال تک جہاں کی عبارت چاہوں گا فتاویٰ میں لکھ دوں گا اور مضمون تو انشاء اللہ عمر بھر کے لئے محفوظ ہوگیا''۔[۵]

وسعت علمی: ایک مرتبہ شہر بریلی میں ۱۲؍ربیع الاول شریف کے موقع سے ایک جلسہ میں اعلیٰ حضرت نے صرف بسم اللہ شریف کے ''با'' جارّہ اور اسم جلالت پر مسلسل کئی گھنٹے ایسی تقریر فرمائی جس سے حضور سرور کائنات ﷺ کے فضل و کمال، جود و نوال، جاہ و جلال اور حسن و جمال کے دریا امنڈنے لگے۔ آپ نے انہیں دو

لفظوں ''باجارہ'' اور ''اسم جلالت'' پر خالص علمی روش پر فضائل رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایسی باتیں بیان کیں جس سے اہل علم کے بھی کان نا آشنا تھے۔ [۶]

ایک مرتبہ تاج الفحول حضرت علامہ الشاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہ کے عرس شریف میں تشریف لے گئے اور صرف سورہ والضحیٰ پر نو بجے صبح سے ۱۲ بجے دن تک مسلسل تین گھنٹے تقریر فرمائی جو خالص علمی، تحقیقی اور فکری مضامین پر مشتمل تھی۔ اسی مجلس میں آپ نے فرمایا کہ سورہ والضحیٰ کی چند آیتوں کی تفسیر ۸۰ جز تک لکھ کر چھوڑ دی۔ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن مجید کی تفسیر لکھوں۔

فقہی عبقریت: آپ کو پچاس سے زائد علوم وفنون پر ملکہ اور کامل درک حاصل تھا۔ آپ کی فقہی بصیرت، دقت نظر، قوت تحریر، استحضار ذہن، طرز استدلال، قلمی شوکت اور خداداد عظمت کو اپنے اور غیر سبھوں نے بے چوں وچرا تسلیم کیا ہے۔ شاعر مشرق قلندر لاہوری ڈاکٹر اقبال نے ان لفظوں میں اپنا تاثر پیش کیا ہے:

''ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع و ذہین فقیہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ ان کے فتاویٰ، ان کی ذہانت وفطانت، جودت طبع، کمالِ فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عدل ہیں۔ مولانا جو ایک دفعہ رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور وفکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑی''۔ [۷]

پروفیسر یعقوب ذکی ہارووڈ ورڈ یونیورسٹی، امریکہ لکھتے ہیں:

''امام احمد رضا کے فتاویٰ ''فتاویٰ رضویہ'' کے نام سے جانے جاتے ہیں جو بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں۔ فتاویٰ رضویہ فقہ حنفی کا ایک عظیم سرمایہ ہے جس طرح عالمگیری جو ہندوستان میں مسلم عہد حکومت کی عظیم فقہی خدمت ہے۔ امام احمد

رضا ایک متبحر فاضل علوم اسلامی تھے۔ فقہی بصیرت، تبحر علمی، خداداد فکری و علمی صلاحیت اور قلمی خدمت کی وجہ سے دنیا نے انہیں مجدد تسلیم کیا''۔[۸]

مولانا عبدالحئی لکھنوی نے نزہۃ الخواطر میں یوں لکھا ہے:

''یندر نظیرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی و جزئیاتِہٖ. یعنی فقہ حنفی اور اس کی جزئیات میں جو عبور انہیں حاصل ہے اس کی مثال نادر ہے''۔[۹]

حضرت شیخ سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب الحرم مکہ معظمہ نے ان لفظوں میں اعتراف حق کیا ہے:

''قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ ان فتوؤں کو اگر ابو حنیفہ نعمان دیکھ لیتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہونچی اور وہ اس کے مؤلف کو اپنے شاگردوں میں شامل کر لیتے''۔[۱۰]

مولانا ابوالحسن ندوی نے صداقت کا اعتراف اس طرح کیا ہے:

''حرمین شریفین کے زمانۂ قیام میں بعض رسائل بھی لکھے اور علمائے حرمین نے جو سوالات کیے ان کے جواب بھی تحریر کیے۔ متون فقہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے''۔[۱۱]

بیعت و ارادت: امام الفضلا، بدر الکملا، قدوۃ العارفین، سید السالکین خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رضی اللہ عنہ سے آپ کو شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ استاذ العلما حضرت علامہ حسنین رضا خان، صاحب زادہ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا حسن بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

''ایک دن دوپہر کو اعلیٰ حضرت قبلہ روتے روتے سو گئے۔ خواب میں اپنے دادا جان حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ وہ تشریف لائے اور فرمایا،

وہ شخص عنقریب آنے والا ہے جو تمہارے اس درد کی دوا کرے گا۔ چنانچہ اس واقعہ کے دوسرے یا تیسرے دن تاج الفحول حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے جاکر حضرت شاہ آلِ رسول قدس سرہٗ سے مرید کرا دیا۔ حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے اعلیٰ حضرت کو دیکھتے ہی جو الفاظ فرمائے تھے وہ یہ ہیں

''آیئے! ہم تو کئی دن سے آپ کے انتظار میں تھے''۔

مرشد برحق کی بے انتہا نوازشوں کو دیکھ کر دیگر مریدوں کو بھی حیرت ہوئی تو حضرت اقدس خاتم الاکابر نے فرمایا، یہ دونوں باپ بیٹے صاف دل لے کر آئے تھے۔ بس تھوڑی سی توجہ کی ضرورت تھی جو نسبت حاصل ہونے کے ساتھ ہی حاصل ہوگئی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی بیعت پر فخر ہے۔ [۱۲]

پہلا فتویٰ: ۱۴ر شعبان ۱۲۸۶ھ کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بحمدہ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے۔ یہ سلسلہ یوم وصال ۱۳۴۰ھ پورے ۵۴ سال تک جاری رہا۔ [۱۳]

پہلا حج: پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ عنہما کے ہم رکاب تھی۔ اس وقت مجھے ۲۳واں سال تھا۔ [۱۴]

حرم مکہ میں امامت: مکہ کے جلیل علمائے حنفیہ مثل مولانا شیخ کمال مفتی حنفیہ و مولانا سید اسمٰعیل محافظ کتب الحرم حنفی وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مجبور فرماتے۔ [۱۵]

دوسرا اور آخری حج: مدینہ طیبہ کی دوبارہ حاضری کے وقت (۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) میری عمر ۵۱ برس پانچ مہینے کی تھی۔ [۱۶]

ماں کی محبت: چلتے وقت (حج کے لئے) جس لگن میں میں نے وضو کیا تھا

اس کا پانی میری واپسی تک نہ پھینکیں کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔[۱۷]

اپنے وصال کی خبر: ۳۰ رمضان ۱۳۳۹ھ/ ۱۰ مئی ۱۹۲۱ء انتقال سے ۴ ماہ ۲۲ دن قبل آپ نے اس آیت کریمہ "وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَّ أَكْوَابٍ" (سورۂ دہر، پ ۲۹، رکوع ۱۸) سے اپنے رحلت کی خبر دی۔[۱۸]

شہید ناز کی دنیا سے رحلت: ایک بج کر ۵۶ منٹ پر آپ نے وقت معلوم کیا اور ارشاد فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھ دو پھر یکایک ارشاد فرمایا تصاویر ہٹا دو۔ حاضرین کو خیال ہوا یہاں تصاویر کا کیا کام؟ پھر ارشاد فرمایا یہی کارڈ، لفافہ، روپے اور پیسے۔ پھر اپنے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کر آؤ۔ قرآن عظیم لاؤ۔ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ دوسرے صاحبزادے مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب سے پھر ارشاد فرمایا اب بیٹھے کیا کر رہے ہو سورۂ یٰسین شریف اور سورۂ رعد شریف کی تلاوت کرو۔ آپ نے دونوں سورتیں پوری توجہ سے سنیں۔ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی، خود تلاوت فرما کر بتادی۔ سفر کے وقت کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے، تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں، پھر کلمہ طیبہ پورا پڑھا۔ جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینہ میں لمعانِ خورشید جنبش کرتا ہے۔ وہ جانِ نور جسم اطہر حضور سے ۲۵ رصفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء، ۲ ربج کر ۳۸ منٹ پر ٹھیک نماز جمعہ کے وقت پرواز کر گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔[۱۹]

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ارباب دانش کا خراج: اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری

برکاتی قدس سرہ کی علمی عبقریت، فکری جامعیت، پچاس سے زائد علوم وفنون پر قدرت ومہارت اور دنیائے دین ودانش میں ان کا قد کتنا اونچا ہے اسے سمجھنے کے لئے ذیل میں اصحاب فضل وکمال کی فکروں کا تراشہ پیش ہے جس سے امام ممدوح کی عظمت وآفاقیت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ شیخ محمد مختار بن عطارد الجاری مسجد حرام مکہ معظمہ فرماتے ہیں:

"مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں علمائے محققین کے بادشاہ ہیں اور ان کی تمام باتیں سچی ہیں۔ گویا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ اس امام یگانہ کے دست مبارک پر ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ہمارے رہنما، ہمارے آقا، علمائے محققین کے خاتم، علمائے اہل سنت کے پیشوا، مولانا احمد رضا خان کی زندگی سے متمتع فرمائے"۔ [۲۰]

شیخ کریم اللہ مہاجر مدنی مدینہ منورہ لکھتے ہیں:

"میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں۔ ان میں علما، صلحا اور اتقیا سب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ شہر کی گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں۔ کوئی بھی ان کو مڑ کر نہیں دیکھتا۔ لیکن (فاضل بریلوی کی شان عجیب ہے) یہاں کے علما اور بزرگ سب ہی ان کی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم وتکریم میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے"۔ [۲۱]

ڈاکٹر پروفیسر محی الدین الوائی جامع ازہر، مصر:

"جن علمائے ہند نے مروجہ علوم عربیہ ودینیہ کی خدمات میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے ان میں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ علوم عربیہ اسلامیہ کو آراستہ کرنے میں آپ کا بہترین ریکارڈ ہے"۔ [۲۲]

پروفیسر عزیز اللہ، انگلینڈ:

''اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تصانیف کے کمالات علمیہ اور خدمات دینیہ پر تحقیقات کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس سے عوام و خواص کو صحیح طور پر متعارف کرانا صرف اہل سنت و جماعت ہی کی خدمت کرنا نہیں بلکہ اصل میں آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دیئے ہوئے صحیح دین کی اشاعت کرنا اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کی نمائندگی کرتا ہے''۔[۲۳]

صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

''اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے بہت سے علوم عطا فرمائے تھے جن سے آج دنیا کا ہاتھ خالی ہے۔ مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میں ان کی وسعتِ معلومات، دقتِ نظر، علوئے مضامین، بلندیٔ تحقیق، جودتِ کلام کی تعریف کرنے سے قاصر ہوں۔ باوصف اپنی بے بضاعتی کے ان کے کمالات تک میری ناقص فہم کو جتنی رسائی ہے اور ان کو جیسے الفاظ میں تعبیر کر سکتا ہوں وہ حاضر ہے لیکن یہ اس امام جلیل کی رفعت و منزلت کی پوری تصویر نہیں ہو سکتی۔ ایک خداداد نعمت تھی۔ ایک وہبی فیض تھا جس کو سمجھنے سے عقل حیران ہے''۔[۲۴]

ملک شیر محمد خان، پاکستان:

''اعلیٰ حضرت بریلوی کے علم و دانش نے زبان و قلم کے ہتھیاروں سے تجدد کی فتنہ انگیز تحریک کے خلاف صف آرائی کی اور تاریخ آج تک شہادت دے رہی ہے کہ اس منہ زور تحریک نے علم کے اس بحرِ ذخار کے سامنے دم توڑ دیا۔ وہ معارف قلب و روح کے ساتھ ساتھ علوم عقلی و نقلی میں بے مثال مہارت کے حامل تھے۔ مسلمانان پاک و ہند کے سوادِ اعظم کو ۱۸۵۷ء میں مولانا فضل حق خیر آبادی اور دیگر علمائے اہل سنت کے فتویٔ جہاد کے بعد آپ ہی کی تحریک عرفان رسالت

نے مجتمع کیا''۔[۲۵]

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری، جمشید پور:

''تاریخ شاہد ہے کہ وقت کا بڑے سے بڑا فتنہ چاہے اپنے چہرے پر کتنا ہی خوب صورت نقاب ڈال کر سامنے آیا ہو اعلیٰ حضرت کے قلم کی ضرب سے پاش پاش ہو کر رہ گیا۔ باطل کی آمیزش سے اسلام کو پاک کرنے کے لئے انہیں چومکھی لڑائی لڑنی پڑی۔ فتنہ چاہے اندر کا ہو یا باہر کا ان کے قلم کی تلوار یکساں طور پر سنت کے خلاف نبرد آزما رہی۔ عملی تطہیر کی اس مہم کے پیچھے نہ کسی حکومت کی سرپرستی تھی، نہ کسی دولت مند کی منت پذیری''۔[۲۶]

تجدیدی کارنامے: آپ نے اپنی علمی شوکت، فکری طہارت، خلوص و للٰہیت اور خداداد قابلیت کے ذریعہ احیائے دین، ابلاغ حق، اشاعت اسلام اور دعوت الی اللہ کا زریں کارنامہ جس پرسوز جذبے کے ساتھ انجام دیا وہ تاریخ کا قابل توجہ باب ہے۔ آپ کے تجدیدی کارناموں سے متاثر ہو کر محافظ کتب حرم شیخ اسمٰعیل خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذاالقرن لکان حقاً و صدقاً.

بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو بے شک یہ بات سچ اور حق ہے۔[۲۷]

الحمدللہ! عرب و عجم کے علماء و محققین آپ کے تجدیدی کارنامے، دینی خدمات، علمی کمالات اور فکری تحقیقات کے معترف ہیں۔ ہر جگہ آپ کے علم و دراست کی ضیا باری، فکر و تحقیق کی چاندنی اور فضل و کمال کی روشنی محسوس کی جارہی ہے۔

سرور کونین رحمت دارین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر ۱۰۰ سال کے بعد اللہ تعالیٰ میری امت کے لئے مجدد مبعوث فرماتا ہے جو دین کو زندگی عطا کرتا

ہے۔ یعنی مجدد کی بعثت کا مقصد فرسودہ مراسم، بدعتوں کی کثافت اور غیر شرعی خیالات کی آلودگی کو دور فرما کر شریعت کے روشن اُصول اور پاکیزہ قانون سے لوگوں کو روشناس کرانا ہے اور خود اس کے قدم کے نقوش گم گشتگانِ راہ کے لئے چراغ منزل، خط مستقیم اور جادۂ حیات بن جائیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کا جائزہ لیں تو یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کے وجود گرامی کا لمحہ لمحہ قرآن پاک کا عامل اور حدیث رسول کا نقیب وترجمان ہے۔ سیرت وکردار سے لے کر زبان وقلم تک اور فکر وعمل سے لے کر تقریر وتحریر تک زندگی کی ہر گھڑی اور حیات کی ہر روش اپنے دامن میں اتباع شریعت کی تازگی، احیائے سنت کی دل کشی، تجدید دین کی چاشنی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی رعنائی لئے ہوئے ہے۔

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

داعی اور اس کے اوصاف: خداوند قدوس اپنے بندوں کو شیطان کے دام فریب، مکر ودغا اور ظلمات نفس سے بچانے کے لئے ہر زمانے میں مبلغین و مصلحین کی جماعت کو بھیجتا رہا جس کی سب سے روشن کڑی انبیا کرام علیہم السلام کی ذات ہے۔ جس نے اپنے اپنے عہد میں ارشاد وہدایت، تزکیۂ نفس، تصفیۂ روح اور دعوت وتبلیغ کا خوب صورت فریضہ انجام دیا اور اپنے جمال سیرت، خوبی کردار، اخلاقی برتری، شیریں کلامی، رفق ونرمی اور حسن مروت کے ذریعہ فاسد معاشرے میں ایسا انقلاب برپا کیا کہ جس سے خیر کو فروغ ملتا رہے اور فکر وعمل کی کھیتیاں لہلہاتی رہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اس مسند کو صحابۂ کرام وتابعینِ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے زینت بخشی اور اس کے بعد اس منصب جلیلہ کی ذمہ داری علمائے ربانین کو سونپی گئی جو اپنے اپنے زمانے میں نہایت احسن طریقے سے نبھاتے

رہے۔اسی خدمات عظیمہ کی بنیاد پر خدائے کریم کی طرف سے ’’خیر امت‘‘ کا اعزاز عطا ہوا۔قرآن حکیم میں پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا:

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ. (پ۴،رکوع۲،سورہ آل عمران)

ترجمہ: تم لوگ ان سب میں بہتر امت ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو، برائی سے باز رکھتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت پاک میں خیر امت ہونے کی تین صفتیں بتائی گئی ہیں۔ بھلائی کا حکم دینا، خود کو برائی سے روکنا اور ایمان پر قائم رہنا۔ چونکہ داعی جب تک خود اہل تقویٰ اور حسن کردار کا مالک نہ ہو تو دوسروں کی تاریک راہوں میں حسن سیرت کی کہکشاں کیسے بچھا سکتا ہے۔ اس کا حلیم و بردبار ہونا، تقویٰ شعار ہونا اور جمالِ سیرت میں لاجواب ہونا اولین شرط ہے۔ کیوں کہ کبھی کبھی اسے ان پتھروں اور کانٹوں بھری راہ سے بھی گزرنا ہوگا جہاں کبھی بہاروں کا کوئی کارواں نہ اترا ہو۔ ملک کے معروف قلم کار، ادیب شہیر حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی لکھتے ہیں:

’’ہر مصلح کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم و مطالعہ، مزاج شناسی و معاملہ فہمی، حکمت و بصیرت، رفق و مروت، صبر و استقامت اور اخلاق و ایثار کی صفات سے آراستہ ہو۔ اور مخاطب و سامع کے مطابق مؤثر اسلوب میں دعوت و اصلاح کا فریضہ انجام دے‘‘۔[۲۷]

حضور نبی نازِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص معروف کا حکم اور منکرات سے روکے وہ خدا کی زمین میں خدا کا نائب، خدا کے رسول کا نائب اور خدا کی کتاب کا نائب ہے۔

سرور کونین ﷺ منبر پر واعظ فرمارہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو کر آپ کی

طرف بڑھا اور سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول انسانوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے۔ آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جوان میں خدا کی کتاب پڑھنے والا، اس سے ڈرنے والا، منہیات سے روکنے والا اور بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔

سرکار دو عالم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ رب کے حضور ایک داعی کا مقام و منصب نہایت ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے اور اس نکتہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے کہ دعوتی و اصلاحی کاز کو مؤثر بنانے کے لئے ضروری ہے کہ داعی کی سیرت بہت صاف و شفاف ہو، اخلاقِ فاضلہ و خصائلِ حمیدہ سے آراستہ ہو، لب ولہجہ شیریں و سنجیدہ ہو، زبان و بیان سادہ و شائستہ ہو اور مزاج میں رفق و نرمی ہو۔

دعوت و تبلیغ کا مفہوم: دعوت کا لغوی معنیٰ ''کسی چیز کی طرف بلانا'' اور تبلیغ کا لغوی معنیٰ ''کوئی چیز پہنچانا'' شرعاً دعوت کا معنیٰ دین کی طرف بلانا اور تبلیغ کا معنیٰ دین کے احکام کو پہنچانا اور قرآن مقدس میں دعوت اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔

وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي.
(پ ۱۳، رکوع ۱۵، سورۂ ابراہیم)

ترجمہ: اور میرا تم پر قابو نہ تھا مگر یہی کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی۔
(کنز الایمان)

قرآن پاک میں تبلیغ کے مذکورہ مفہوم کو اس آیت مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے۔

يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ. (پ ۶، رکوع ۱۳)

ترجمہ: اے رسول تمہارے پاس جو رب کے پاس سے اترا اسے پہنچا دو۔
(کنز الایمان)

دعوت و تبلیغ کے درجے: دعوت و تبلیغ حسب مراتب ہر مسلمان پر واجب

ہے۔ طاقتور پر بزور شمشیر منکرات و معاصی سے روکنا فرض ہے۔ اہل علم اپنی زبان سے منع کریں، عوام جو اس کی استطاعت نہیں رکھتے دل سے برا جانیں۔

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں دعوت الی اللہ کے چار مراتب بیان کئے ہیں۔

(۱) انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت جو معجزات و براہین اور تلوار سے ہوتی ہے۔

(۲) بادشاہان، اسلام کی دعوت یہ حضرات بزور شمشیر دیتے ہیں، کفار سے جہاد کرتے ہیں تاوقتیکہ وہ دینِ اسلام میں داخل ہو جائیں اور اسے مان لیں۔
علماء کرام باطنی امور میں انبیا کے نائب ہوتے ہیں اور بادشاہانِ اسلام ظاہری امور میں انبیاء علیہم السلام کے نائب ہوتے ہیں۔

(۳) علماء کی دعوت جو دلائل و براہین سے دی جاتی ہے۔

(۴) موذن کی دعوت نماز کے لئے۔[۲۸]

میں نے داعی کے اوصاف، دعوت و تبلیغ کے مدارج، اس کے مفہوم و مراتب اور مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا تاکہ قارئین کو ممدوح کی عبقریت کا صحیح اندازہ ہو سکے۔

معاشرے کی اصلاح اور ایک ستھرا سماج کی تشکیل و تعمیر میں آپ نے کتنا انقلابی رول ادا کیا اور کس قدر جدو جہد فرمائی وہ آپ کی تحریروں سے واضح ہے۔ آج زمانہ اس بات کا مطالبہ کر رہا ہے کہ اس مخلص داعی اور پرسوز مبلغ دین کی کتابوں کا زیادہ سے زیادہ مطالعہ عام کیا جائے جس کی تحریر کا نقطہ نقطہ ایمان و عقیدہ اور فکر و عمل کی راہوں کو روشن کرنے کے لئے چمکتے سورج سے کم نہیں۔ اب ورق کھولئے اور بدعملی و بے راہ روی کے صحرا میں امام موصوف نے شرعی پاکیزگی اور اسلامی اقدار کے جو پھول کھلائے ہیں اس کی بھینی بھینی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کیجئے۔

مزارات پر عورتوں کی حاضری

آج بے حیائی و بے پردگی کا زہر جس تیزی کے ساتھ مسلم معاشرے کے اندر سرایت کررہا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ یہ وقت کا کتنا زبردست المیہ ہے کہ مسلم عورتیں قرآن وسنت اور اسلام وشریعت سے دور ہوکر آزادانہ طرز حیات اور غیر مذہبی روش کو اپنی زندگی میں داخل کرتی جارہی ہیں۔ ہوٹلوں، پارکوں اور تفریح گاہوں سے لے کر مزارات اور مقدس مقامات تک ایسی غیر شرعی حرکتوں کا مظاہرہ کرتی ہیں کہ جسے دیکھ کر شیطان بھی شرمندہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ سے جب یہ سوال ہوا کہ مزارات پر عورتوں کا جانا کیسا ہے تو آپ نے جواب دیا:

''غنیۃ میں ہے یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور صاحب مزار کی طرف سے۔ جس وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہوجاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں۔ سوائے روضۂ انور کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں۔ وہاں کی حاضری البتہ سنت جلیلہ عظیمہ قریب بواجبات ہے۔ اور قرآن کریم نے اسے مغفرت ذنوب کا تریاق بتایا ہے۔ خود حدیث میں ارشاد ہوا من زار قبری وجبت له شفاعتی ۔ جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی''۔ [۲۹]

اولیاے کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس آستانے جہاں ہر گھڑی رحمت ونور کی بارش ہوتی ہے، ہر پل سعادت و برکات کی خیرات تقسیم ہوتی ہے اور نخل حیات کو نیک تمناؤں اور خوب صورت آرزوؤں کے برگ و بار سے سجایا جاتا ہے ایسے مقدس

مقامات پر عورتوں کی حاضری جب لعنت و ملامت کا سبب ہے تو وہ جگہیں جو شیطانوں، اوباشوں، شر پسندوں اور بے ہودہ لوگوں کی آماج گاہ ہوں وہاں خواتین کا بے حجاب گھومنا اور حسن کی نمائش کرنا کس طرح جائز و درست ہو سکتا ہے۔ مگر فیشن پرستی اور نئی تہذیب کی آندھی نے ہمارے گھروں میں شریعت کے جلتے ہوئے چراغ کو بجھا کر رکھ دیا ہے۔ کاش کہ اہل ایمان امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے اُجالے میں اپنے عمل کا محاسبہ کرتے اور اس میں اپنے لئے کوئی نقشِ ہدایت تلاش کرتے تو خدا اور رسول کے غضب وجلال سے بچنے کا کوئی سامان ضرور ہاتھ آتا۔

امام احمد رضا قادری محدث بریلوی کا یہ جواب ان کے لئے بھی دعوت فکر ہے جو بلا کسی تحقیق کے یہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ امام احمد رضا نے عورتوں کو مزارات پر جانے کی مکمل اجازت دے رکھی ہے۔ مخالفین امام موصوف کے جواب کو پھر سے پڑھیں اور ٹھنڈے دل سے بتائیں کہ جس کے نزدیک مزارات پر جانے کے لئے قدم کا باہر نکالنا موجب لعنت ہے، وہ مزارات پر حاضری کی اجازت کس طرح دے سکتا ہے۔

شریعت وطریقت: جس طرح دیگر شعبوں میں گراوٹ آئی ہے وہیں رشد و ہدایت کی راہیں بھی متاثر ہوئی ہیں۔ آج کل بے شرع پیروں کی بڑھتی تعداد کسی قیامت سے کم نہیں ہے۔

ارشاد و ہدایت اور بیعت وارادت نیابت رسالت کا نہایت اہم باب ہے۔ اس کے ذریعہ لطافت باطنی، طہارت قلبی اور پاکیزگی نفس کی دولت ہاتھ آتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے کچھ نقلی پیروں نے اس مقدس اور پرنور رشتے کو بھی حصول زر اور منفعت دنیا کا بہترین ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ نہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی، نہ قرآن وحدیث پر عمل، نہ احکام شریعت سے واقفیت اور علم وآگہی سے کوئی واسطہ۔ مگر دعویٰ اتنا بلند

ہے کہ ہم طریقت والے ہیں، اہل شریعت ہمیں کیا جانیں ایسے پیروں کا تعاقب کرتے ہوئے امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

''عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے اصول الی اللہ کا محض جنون و جہالت ہے ہر دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق، طریقہ، طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے۔ اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآنِ عظیم خدا تک نہیں پہنچائے گی بلکہ شیطان تک۔ جنت میں نہیں لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل اور مردود فرما چکا ہے۔

لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے، اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہِ خدا سے توڑ کر راہِ ابلیس مانتا ہے۔ مگر حاشا طریقت حقہ راہِ ابلیس نہیں قطعاً راہِ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعت مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے''۔

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں اصلاً باہم کوئی تخالف نہیں۔ اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین۔ شریعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں، طریقت حضور کے افعال، حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ علیہ وسلم بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس، ایک ایک پل، ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے۔ اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت۔

لہٰذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **المتعبد بغیر فقه کالحمار فی الطاحون**۔ بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسے چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔[۳۰]

مندرجہ بالا عبارت کو انصاف و دیانت کے اُجالے میں پڑھیئے اور فیصلہ کیجئے کہ وہ پیر جو شریعت کے احکام کو بالائے طاق رکھ کر صرف طریقت طریقت کی رٹ لگائے وہ اسلامی عدالت کا کتنا بڑا مجرم ہے۔ اہل تصوف کا قول کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے، اس کی صداقت وحقانیت سے کسی کو انکار نہیں لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ مسلم ہے کہ جس پیر کے دامن میں شرعی نزاکتوں کی کلیاں مسکرا رہی ہوں اور جس کی سانس کی ہر آمد و رفت سے دینی آئین کی خوشبو پھوٹ رہی ہو وہ اس قول کا مصداق ہے ورنہ شیطان کا مسخرہ۔ ہمیں ایسے ہی پیروں کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا چاہیئے جس کے دامن حیات پر شرعی قانون کے گل بوٹے کھلے ہوں۔

پیر سے پردہ اور مصافحہ: کچھ پیر ایسے ہیں جو اپنی مریدہ سے مصافحہ کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ پاؤں کا بوسہ بھی دلواتے ہیں۔ مگر اس طرح کے غیر شرعی حرکتوں کا ارتکاب وہی کر سکتا ہے جس کے دل سے اللہ و رسول کا خوف جاتا رہے اور احساس جرم ہمیشہ کیلئے فنا ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"بے شک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم دیا ہے جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک پیر مریدہ کا محرم نہیں ہو جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اُمت کا پیر کون ہوگا۔ یقیناً وہ ابوالروح ہوتا ہے اگر پیر ہو جانے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا تو چاہیئے تھا کہ نبی سے اس کی امت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہو سکتا"۔ [۳۱]

حضرت سیدہ عائشہ عفیفہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بیعت رضوان کے موقع سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے جو بیعت لی وہ صرف کلام سے، حضور کا دست مبارک کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہ ہوا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان اَن پڑھ اور جاہل پیروں کے لئے نصیحت بھی ہے اور تازیانۂ عبرت بھی۔ چراغ راہ بھی ہے اور نشانِ منزل بھی۔

ع شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

مزامیر کے ساتھ قوالی: آج کچھ لوگ مزارات پر اور خانقاہوں میں قوالی مع الزامیر کا انعقاد کرتے ہیں اور اب تو نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ ایام عرس میں کچھ مزارات پر مرد وعورت کی قوالی کا مقابلہ بھی ہونے لگا ہے العیاذ باللہ۔ نہ چہرے پہ سنت کی چمک، نہ شرعی لباس، نہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی، مذہب سے دور، شریعت سے نفور یہ لوگ ان باتوں سے بھی بے خبر ہیں کہ ان کی ان بری حرکتوں سے اسلام کی پاکیزگی اور شریعت کا تقدس مجروح ہو رہا ہے اور ان کے اس غلط کردار سے جماعت اہل سنت کا پورا وقار داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"مزامیر جنہیں مٹانے کے لئے حضور پر نور سید عالم ﷺ تشریف لائے تھے (کمافی الحدیث) مطلقاً حرام ہے۔"[۳۲]

"ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گنہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔ اور قوالوں کا بھی گناہ عرس کرنے والوں پر، بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پیر سے گناہ کی کچھ کمی آئے، یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا پورا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا۔ اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ، وجہ یہ ہے کہ حاضرین کو عرس کرنے والوں نے بلایا یا اسی کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لئے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے

والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا''۔۳۳

مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بلاشبہ حرام ہیں۔ جن کی حرمت اولیا و علما دونوں فریق کے کلمات عالیہ میں مصرح، ان کے سننے سنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں۔ حضرات علیہ سادات بہشت برائے سلسلہ عالیہ چشت رضی اللہ عنہم وارضاہ عنا کی طرف محض باطل وافترا ہے۔

حضرت سید فخر الدین رازی قدس سرہٗ کہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیا نظام الحق والدنیا والدین محمد احمد رضی اللہ عنہ کے اجلہ خلفا سے ہیں جنہوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور میں بلکہ خود بحکم والا مسئلہ سماع میں رسالہ ''کشف القناع عن اصول السماع'' تالیف فرمایا۔ اپنے اسی رسالے میں فرماتے ہیں، سمع بعض المغلوبین السماع مع المزامیر فی غلبات الشوق مشائخنا رضی اللّٰہ عنھم فبری عن ھذہٖ التھمۃِ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرہ من کمال ضعۃ اللّٰہ تعالیٰ.

یعنی بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبۂ شوق وحال میں سماع مزامیر کے ساتھ سنا اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ عنہم کا سننا اس تہمت سے بری ہے۔ وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں۔

فوائد شریف میں تصریح فرمائی ہے کہ ''مزامیر حرام است'' حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لئے سند کافی اور ان اہل ہوا وہوس مدعیان چشت پر حجت وافی۔۳۴

سماع مزامیر کے تعلق سے عطائے رسول حضرت سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز

رضی اللہ عنہ کے محبوب، چہیتے اور ارشد خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کا یہ ایمان افروز واقعہ پڑھیئے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مجلس سماع قوالی ہو رہی تھی۔ حضرت سیدنا ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں ہیں۔ باہر ہی مجلس سماع میں کے تشریف فرماتے تھے۔ ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گذارش کی مجلس سماع میں تشریف لے چلئے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم جاننے والے ہو مواجہ اقدس میں حاضر ہو، اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں۔ انہوں نے مزار اقدس پر مراقبہ کیا دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں

"ایں بد بختانِ وقت مارا پریشان کردہ اند" واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں فرمایا آپ نے دیکھا۔

خدارا انصاف سے بتایئے کہ محفل سماع میں قوالوں سے اس قدر حضرت نے اپنی ناراضگی اور خفگی کا اظہار فرمایا تو پھر سماع مع مزامیر سے ان پاک ہستیوں کو کتنی تکلیف ہوگی۔ اگر اسلامی تقدس کے تحفظ کا کوئی گوشہ ذہن میں محفوظ ہے تو جواب دیجئے کہ اس قدر مضبوط اور ٹھوس دلائل وشواہد کے باوجود سماع مع مزامیر کے جواز پر قائم رہنا اور اکابرینِ سلسلۂ چشت اہل بہشت کی طرف ان چیزوں کو منسوب کرنا خالص بہتان ہی تو ہے۔

ناچ گانے اور ڈھول تاشے کی حرمت: آج ہماری تہذیب پر مغربیت غالب ہے۔ بڑی تیزی کے ساتھ ہم دوسروں کے کلچر کو قبول کرتے جارہے ہیں جب کہ اسلام ہمیں ہر گھڑی ایک باوقار، سادہ اور بامقصد زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ صلاح وتقویٰ اختیار کرنے کا سبق سکھاتا ہے اور خشیت الٰہی اور عشق رسالت

سے دلوں کو مزین کرنے کا شعور عطا کرتا ہے۔ لیکن فیشن پرستی کے ہاتھوں اتنے مجبور ہیں کہ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ کر اٹھا لیتے ہیں مگر اس کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں:

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پر تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

ناچ گانے، ڈھول باجے، تاشے، آتش بازی، پٹاخے اور اس طرح کی بے ہودہ حرکتیں کل بھی حرام تھیں اور آج بھی اور ہمیشہ کے لئے حرام رہیں گی۔ شادی بیاہ کا موقع ہو یا عقیقہ کی محفل یا دوسری کوئی بھی تقریبات، آج یہ ساری چیزیں ہمارے یہاں اس طرح استعمال ہوتی ہیں جیسے تقریب ہی کا کوئی حصہ ہو کہ اس کے بغیر ہماری محفل بے کیف اور ہماری تقریب بے رونق نظر آتی ہے۔ معاذ اللہ رب العالمین۔ کل تک جن چیزوں کا تصور بھی ہمارے نزدیک حرام تھا آج ان بیہودہ رسموں کو بجا لانے میں اپنی عظمت شان سمجھتے ہیں لیکن ہم اس بات سے بالکل بے خبر ہیں کہ اس کے پیچھے پوری یہودی لابی اور عیسائی مشینری کام کر رہی ہے۔ ہمیشہ سے ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ ان کے دلوں سے عشق رسول، مذہبی سوز، جذبۂ وفاداری، اسلامی روح اور شرعی لطافت نکال دی جائے اور انہیں نئی روشنی اور مغربی تہذیب کی چوکھٹ پر ہمیشہ کے لئے قربان کر دیا جائے۔

اسلام نے افراط و تفریط سے بچ کر اسلم راہ دکھائی ہے اور آج غیر شرعی رسومات میں پانی کی طرح پیسے بہانا اس سے نہ صرف یہ کہ اسلامی اقدار و روایات کی پاکیزگی خطرے میں ہے بلکہ اس طرح کی فضول خرچی، تضیع مال اور بے جا اسراف سے مسلمانوں کی اقتصادی اور معاشی حالت روز بروز کمزور پڑتی جا رہی ہے کاش کہ سنجیدہ، باہوش، دانشمند اور سرمایہ دار طبقہ اس رخ سے بھی سوچنے کی زحمت گوارہ کرتا کہ قوم مسلم کی وہ دولت جو غلط راہوں میں صرف ہو رہی ہے اسے کس طرح روکا جائے اور

اسے بچا کر کوئی تعمیری کام کی بنیاد ڈالی جائے جو قوم کے درخشاں مستقبل کی ضمانت بن سکے۔ امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے قوم کی اس غلط روش پر سخت نوٹس لیتے ہوئے اس غلط حرکت سے بچنے کی تاکید فرمائی چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول اور رائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں۔ خصوصاً وہ ملعون و ناپاک رسم کہ بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہبود سے سیکھی، یعنی فحش گالیوں کے گیت گانا اور مجلس کے حاضرین و حاضرات کو لچھے دار سنانا، سمدھیانہ کی عفیف پاکدان عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا، خصوصاً اس ملعون بے حیا رسم کا مجمع زنان میں ہونا، ان کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا، قہقہے لگانا، اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظیاں سکھانا، بے حیا، بے غیرت، خبیث، بے حمیت مردوں کا اس شہدپن کو جائز رکھنا کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ، سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا، مگر بندوبست قطعی نہ کرنا یہ وہ شنیع گندی مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں۔ اس کے کرنے والے، اس پر راضی ہونے والے، اپنے یہاں اس کا انسداد نہ کرنے والے سب فاجر و فاسق، مرتکب کبائر، مستحق غضب جبار و عذاب نار ہیں''۔[۳۶]

جن شادیوں میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے، بے شک حرام اور پورا حرام ہے کہ اس میں تضیع مال (مال کا ضائع کرنا) قرآن میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا۔[۳۷]

جسموں اور درختوں پر کسی پیر بزرگ اور شہیدوں کا رہنا

لوگوں کے اندر آج بھی یہ توہم پرستی زندہ ہے کہ فلاں درخت پر شہید رہتے

ہیں یا فلاں کے جسم پر فلاں بزرگ آتے ہیں اور ہر جمعرات کو اس درخت کے پاس جا کر شیرینی وغیرہ فاتحہ لاتے ہیں، لوبان، اگربتی سلگاتے اور پھول و ہار پیش کرتے ہیں۔ اس مرض میں عورتیں کچھ زیادہ ہی مبتلا ہیں۔ شہدائے کرام اور اولیائے عظام کی جماعت وہ ہے جس کی رفعت شان اور عظمت مکان کی شہادت قرآن پاک دے رہا ہے، جن کے لئے فردوس آغوش بداماں ہوان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ درختوں اور انسانی جسموں پر بسیرا کرتے ہیں یہ عقیدے کی تاریکی بھی ہے اور ان مقدس ہستیوں کی شان میں توہین بھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

"یہ سب واہیات، خرافات اور جاہلانہ حماقت و بطالات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم"۔ ۳۸

عورتوں کا مسجد میں جا کر طاق بھرنا: شادی کے موقع سے عورتیں مسجد میں جا کر طاق بھرتی ہیں۔ راستے بھر خرافات بکتی اور غیر اسلامی حرکات کا ارتکاب کرتی ہیں۔ نیاز کے لئے مسجد میں جانا ضروری نہیں اور اگر مسجد ہی میں نیاز دلانا مقصود ہو تو مرد جا کر نیاز دلائیں، وہاں عورتوں کی کیا ضرورت۔ لیکن ستم یہ ہے کہ اس بدعات شنیعہ میں بوڑھی، جوان اور کنواری سبھی شامل ہیں، گیت گاتی ہوئی مسجد تک جاتی ہیں، اس طرح کی حرکتیں بلاشبہ ناجائز و حرام اور منافیٔ اسلام ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

"یہ سب رسوم جہالت و حماقت اور ممنوعات بے ہودہ ہیں۔ سب گنہگار و مبتدع ہیں"۔ ۳۹

ماہ محرم اور صفر میں نکاح کرنا: عام طور سے یہ مشہور ہے کہ محرم الحرام اور صفر کے ماہ میں نکاح کرنا منع ہے۔ لوگ اسے بدشگون سے تعبیر کرتے ہیں۔ یوں ہی ۳، ۱۳، ۲۳ اور ۸، ۱۸، ۲۸ کی تاریخوں نیز چہار شنبہ و پنج شنبہ کے دنوں میں نکاح

کرنا فال بد تصور کرتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ ان تاریخوں، دنوں اور مہینوں میں نکاح کرنا رنج والم اور درد وغم کا باعث ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''نکاح کسی مہینے میں منع نہیں۔ یہ غلط مشہور ہے۔ یہ سب باطل اور بے اصل ہے''۔ ۴۹؎

جاندار کی تصویروں کی حرمت: جاندار کی تصویر بنانا، بنوانا اور ادب و احترام کے ساتھ گھروں میں رکھنا سب ناجائز وحرام ہے۔ قانون ساز پیغمبر رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا کسی جاندار کی تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ لیکن اس مہلک مرض میں عوام تو عوام، خواص بھی مبتلا ہیں اور اب تو رونا اس بات کا ہے کہ مریدوں کے گھروں میں پیروں کی تصویریں آویزاں نظر آتی ہیں اور مرید حضرات ان تصویروں کو بوسہ دینا حصول فیض کا ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ بے جا عقیدت نے انہیں اس قدر اندھا کر دیا ہے کہ ان کی آنکھوں سے ایمانی چمک رخصت ہو چکی ہے۔ حلت وحرمت جائز و ناجائز کا فرق مٹ چکا ہے اور پیر بھی ایسے جنہیں نہ اسلامی تقدس کا خیال اور نہ سنت و شریعت کا صحیح ادراک و عرفان۔ انہیں کون بتائے کہ ان کی ان حرکتوں سے اسلام کا صاف وشفاف چہرہ داغ دار ہو رہا ہے، خانقاہ کی عظمتیں نیلام ہو رہی ہیں اور گمرہی کے نئے نئے دروازے کھل رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کی تحریر پڑھئے اور اس کی روشنی میں فیصلہ کیجئے کہ آپ رحمت خداوندی سے قریب ہو رہے ہیں یا غضب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں۔ ان کے دور کرنے اور

مٹانے کا حکم دیا۔ احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں۔ یہاں چند مذکور ہوتی ہیں۔
صحیحین و مسند امام احمد میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کل مصور فی النار یجعل اللّٰہ له بکل صورۃ صورها نفسا فتعذبه فی جهنم. ہر مصور جہنم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی، ایک مخلوق پیدا کرے گا جو جہنم میں اسے عذاب کرے گی۔ انہیں میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون. بے شک نہایت سخت عذاب روز قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے۔ صحیحین و سنن نسائی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الذین یصنعون هذه صورۃ یعذبون یوم القیامة یقال لهم احیوا ما خلقتم. بے شک یہ جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے۔ ان سے کہا جائے گا یہ تصویریں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور صحیح مسلم میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور نیز اسی میں حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا اور مسند امام محمد میں سند صحیح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا انا لا ندخل بیتاً فیه کلب و صورۃ. ہم ملائکۂ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ انہیں مٹا دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چادریں اتار اتار کر امتثال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے۔ زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کے لاتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا۔ کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں۔ یہاں

تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹا دیئے۔۔ جب حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا۔ اس وقت اندر رونق افروز ہوئے۔ اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا نشان باقی رہ گیا تھا۔ پھر آپ نے نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی۔ حضور پرنور ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفس نفیس کپڑا اتار کر ان کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر"۔ اھ

تصویروں سے اپنے گھروں کو سجانا اور طاق میں بطور تبرک رکھنا کیوں کر باعث خیر و برکت اور وسیلہ نجات و ثواب ہو سکتا ہے؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے جس تفصیل کے ساتھ احادیث مبارکہ کی روشنی میں تصاویر کی حرمت پر بحث کی ہے اس کے بعد بھی جواز کی کوئی صورت باقی رہ جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مریدوں کی ان حرکتوں کے ذمہ دار زیادہ تر پیر ہیں۔ اگر انہوں نے مریدوں کے اس غیر شرعی کردار پر روک لگا دی ہوتی تو بنام محبت و عقیدت ارتکاب معصیت کا یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہوتا۔ مگر

زن زمین و زر غرض ہر چیز نذرانے میں ہے
سو سو طرح کا فائدہ پیر بن جانے میں ہے

کا وظیفہ پڑھنے والے پیروں کو اصلاح عوام اور تربیت مریداں سے کیا واسطہ

ع آں خویشتن گم است کرا رہبری کند

تعزیہ داری: محرم الحرام کے موقع سے ملک کے اکثر حصوں میں تعزیہ بنایا جاتا ہے۔ کہیں گھوڑے، کہیں ہاتھی اور کہیں اونٹ کی شکلیں بنائی جاتی ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں امام عالی مقام شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اس پر پھول، چادر اور ہار ڈالتے ہیں، منتیں مانتے ہیں، اس پر لڈو پیسہ وغیرہ

لٹاتے ہیں اور پھر دسویں محرم الحرام کو وہ تعزیہ دفن کر دیا جاتا ہے۔ امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں:

""تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پرنور حضور شہزادۂ گلگوں قباء حسین شہید ظلم و جفا صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علےٰ جدہ الکریم علیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہ وغیرہ ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں۔ ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز۔ جیسے صدہا سال سے طبقہ بہ طبقہ ائمہ دین، علمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین ﷺ کے نقشے بنائے اور ان کے فوائد جلیلہ و منافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔ مگر جہاں بے خرد نے اصل جائز کو بالکل نیست و نابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں۔ اول تو نفس تعزیہ میں روضہ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی۔ ہر جگہ نئی تراشیں، نئی گڑھت جسے اصل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں بے ہودہ طمطراق، پھر کوچہ بہ کوچہ، دشت بہ دشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت، اس کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی، حرام مرثیوں سے نوحہ کنی، کوئی ان کھچیوں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی ان مایۂ بدعت کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام عالی مقام علیٰ جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا، منتیں مانتا ہے۔ عرضیاں باندھتا ہے، حاجت روا جانتا ہے۔ پھر باقی تماشے، باجے، مردوں، عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک عشرۂ محرم الحرام نہایت بابرکت و محل عبادت ٹھہرا ہوا تھا۔ ان بے ہودی رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا

زمانہ کر دیا، پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا۔ ریا و تفاخر علانیہ ہوا ہے پھر وہ بھی نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں، بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔ روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے تھے۔ اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن فاسقانہ یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ ڈھانچے بعینہا حضرات شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کے پاک جنازے ہیں۔ وہاں کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے، ہر سال اضاعتِ مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے، بدعات سے توبہ دے، آمین آمین۔

اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ (ناپسندیدہ) کا نام ہے جو قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔ ہاں! اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان المقام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرے تو اس قدر خوب و محبوب تھا۔ اور اگر نظر شوق و محبت میں نقل روضۂ انور کی بھی حاجت تھی تو اس قدر جائز پر قناعت کہ صحیح نقل بغرض ترک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم اور تصنع الم، نوحہ زنی و ماتم کنی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے۔ اس قدر بھی کوئی حرج نہ تھا۔ مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا روضۂ اقدس کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے۔[۴۲]

تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیہ سے اس کا بنانا، دیکھنا جائز نہیں اور تعظیم و عقیدت سخت حرام واشد بدعت، اللہ تعالیٰ سبحانہ مسلمان بھائیوں کو راہِ حق کی ہدایت فرمائے۔ آمین۔ ۱۳۴۴ھ

مندرجہ بالا عبارت کو پھر سے پڑھئے لفظوں کی بندش، جملوں کا انتخاب، مناسب ترکیب، زبان و بیان کی روانی، لہجے کی نغمگی، حقیقت نگاری، خلوص کی تپش، فکر کا سوز، جذبے کا کرب اور نثری غنائیت سطر سطر میں جھوٹتی نظر آرہی ہے۔ تعزیہ داری کے غیر شرعی رسوم پر جس خوب صورتی کے ساتھ پہرے بٹھائے ہیں اس سے ان کی داعیانہ عظمت سمجھ میں آتی ہے۔ لفظ لفظ سے قندیل ہدایت کی ضیائیں برس رہی ہیں اور جمال حق کا اجالا پھوٹ رہا ہے۔ کہیں کہیں انداز بیان کا تیور اس قدر نشتریت لئے ہوئے ہے کہ قاری کے دل کا گھائل ہونا لازمی ہے تو دوسری طرف امام عالی مقام، شہید عشق و وفا، شہزادہ گلگوں قبا، نور دیدۂ فاطمہ، دلبند علی مرتضٰی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے روضۂ پر نور کی نقل صحیح کے جواز پر ان کے قلم کی رعنائی وطراوت اور عشق و عقیدت قابل دید ہے۔

مجلس محرم اور غیر مستند روایات: محرم الحرام کی مجالس میں غیر مستند کتابوں کی روایت، من گھڑت واقعات اور شہادت نامے پڑھے جاتے ہیں جس کا مقصد عوام میں اپنی خطابت کا جوہر دکھانا اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

بلاشبہ وعظ و خطابت اصلاح و تبلیغ اور دعوت وارشاد کا ایک ٹھوس اور نہایت مؤثر طریقہ ہے۔ زبان کی قوت تاثیر تلوار کی دھار سے قطعی کم نہیں مگر خطبا کا شیریں زبان اور پاکیزہ لسان ہونے کے ساتھ ذی علم، ذی استعداد اور کثیر المطالعہ ہونا بھی ضروری ہے۔ مطالعہ میں جس قدر وسعت و آفاقیت اور گیرائی و گہرائی ہوگی سامعین کو اسی قدر علمی مواد دے سکیں گے۔ نیز علم کے ساتھ عمل کی شادابی، تقویٰ کی بہار اور

حرارت کردار بھی دامن حیات سے وابستہ ہو اگر ہمارے خطباو واعظین ان خوبیوں سے آراستہ ہیں تو وہ جو بات بھی کہیں گے روح کو چھوتی ہوئی دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جائے گی اور قلبی ظلمت و عملی کثافت کو بھی دور کرنے میں اہم رول ادا کرے گی۔ لیکن یہ بھی وقت کی سب سے بڑی ٹریجڈی ہے کہ علمی انحطاط اور فکری قلاشی نے جہاں دیگر شعبوں کو تباہ حال کیا ہے وہیں اصلاح و خطابت کا فن بھی بہت زیادہ متاثر ہوا ہے۔ آج غیر ذمہ دار خطبا کی ایک لمبی فہرست ہے۔ غیر معیاری کتب سے چند صفحات یاد کر کے میدان میں کود پڑتے ہیں۔ رٹے رٹائے جملوں کی روانی اور انداز بیان کی سحر انگیزی سے متاثر ہو کر لوگ خوب داد و تحسین سے نوازتے ہیں اور فلک شگاف نعروں سے مجمع کا عالم زیر و زبر ہونے لگتا ہے لیکن جلسے کے اختتام پر سامعین کو آمدن، نشستن، شنیدن اور برخاستن کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ادھر مقررین بھی خوش فہمی کی جنت میں سیر کرنے لگتے ہیں کہ میری تقریر میں خوب نعرے لگے، عوام نے اچھل اچھل کر داد دی مگر قوم کو اس سے کیا ملا اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں:

> ''آج کل نہ کم علم بلکہ نرے جاہلوں نے کچھ الٹی سیدھی اردو دیکھ بھال کر حافظ کی قوت، دماغ کی طاقت و زبان کی طلاقت کو شکار مردم کا جال بنایا ہے۔ اول تو انہیں وعظ کہنا حرام ہے، دوسرے ان کا وعظ سننا حرام، تیسرے وعظ و پند کو جمع مال یا رجوع خلق کا ذریعہ بنانا گمراہی، مردود، سنت نصاریٰ و یہود ہے'' ۴۴

واعظ اکثر واعظانِ زمانہ کی طرح کہ جاہل و ناعاقل، بے باک و ناقابل ہوتے ہیں۔ مبلغ علم کچھ کچھ اشعار خوانی یا بے سروپا کہانی، یا تفسیر مصنوع یا تحدیث موضوع، نہ عقائد کا پاس نہ مسائل کا احتفاظ، نہ خدا سے شرم نہ رسول کا لحاظ، غایت مقصود پسند عوام اور نہایت مراد جمع خطام، یا ذاکر ایسے ہی ذاکرین غافلین جاہلین

سے کہ رسائل پڑھیں تو جہال مغرور کے، اشعار گائیں تو شعرائے بے شعور کے، انبیا کی توہین، خدا پر اتہام اور نعت و منقبت کا نام بدنام جب تو جانا بھی گناہ"۔ [۴۵]

شہادت نامے، نظم یا نثر جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں۔ ایسے بیان کا پڑھنا، سننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد پاک میں ہو خواہ کہیں وہ مطلقاً حرام و ناجائز ہے۔ خصوصاً جب وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس سے عوام کے عقائد میں خلل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے"۔ [۴۶]

کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں۔ یوں ہی مرثیے کا پڑھنا سننا سب گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں ہے نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن المراثى. حضور ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔ [۴۷]

تیترا لڑکا: معاشرے میں عام طور سے یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ اگر کسی کے گھر تیترا لڑکا پیدا ہو تو وہ نحوست لے کر آتا ہے۔ اہل خانہ اسے منحوس اور تکلیف و پریشانی کا باعث تصور کرتے ہیں اور اگر لڑکی تیتری ہو تو فال نیک اور بلند نصیب خیال کرتے ہیں۔ امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں:

"یہ محض باطل زنانے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں۔ ان کی پیروی حرام ہے"۔ [۴۸]

غیر شرعی وضع قطع: فلم نے ایک صالح کلچر، پروقار معاشرہ اور روشن سماج کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں جس کی وجہ سے بد اعمالی، اخلاقی بے راہ روی، فحاشی،

عریانیت اور بدکرداری صدر دروازے سے ہمارے گھروں میں داخل ہوتی جارہی ہے۔ٹی وی اور ویڈیو کے خطرناک جراثیم سے کوئی گھر محفوظ نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ تہذیب وشرافت اور عفت وحیا آدمیت کا وقار اور انسانیت کا اصل سنگھار ہے مگر فلم نے یہ ساری چیزیں ہم سے چھین لی ہیں۔ مرد، عورت کی طرح وضع قطع اور عورتیں مردوں کی طرح لباس و پوشاک اختیار کررہی ہیں۔ نسوانیت اس کا اصل جوہر ہے جو اس سے رخصت ہوتی جارہی ہے۔ اسلام کی آمد کا مقصد معاشرے کے اندر پاکیزگی کی روح پھونکنا، بدعملی کو دور کرنا اور پوری سوسائٹی کو اسلامی تقدس کے نور سے بھرنا ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ خود مسلم معاشرہ بھی اس طوفانِ بدتمیزی میں برابر کا شریک ہے اور اس بدچلنی، بے حیائی، کج روی، بے حسی، بداخلاقی، بے عملی اور غیر مہذب کردار کو ترقی اور نئی روشنی کا نام دیا جارہا ہے لیکن آنکھوں کا نور سلامت اور غیرت حق زندہ ہے تو سچ بتائیے کہ یہ ترقی ہے یا تنزلی، روشنی ہے یا ظلمت، علم ہے یا جہالت۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری سے یہ پوچھا گیا کہ مرد عورتوں کا لباس اور وضع قطع اپناتے ہیں اور عورتیں مردوں جیسا وضع قطع اپناتی ہے تو آپ نے جواب دیا کہ:

"حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المشتهبين من الرجال باالنساء و التشبهات من النساء باالرجال. اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر کہ کسی بات میں عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر کہ مردوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر کہ کوئی وضع مردانی اختیار کرے کمان اجزائے بدن نہیں جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال اجزائے بدن ہیں ان میں مشابہت کس درجہ سخت تر ہوگی۔ لہٰذا عورت کو

حرام ہے کہ اپنے بال تراشے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے۔ یوں ہی مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں کی طرح بڑھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے"۔[۹۴]

داڑھی منڈانا حرام: آج مسلمانوں میں ایسے افراد کی کمی نہیں جن کے دماغ پر غیروں کی تقلید کی موٹی برف جمی ہوئی ہے اور دلوں پر نئی تہذیب وروایت کا دبیز غلاف چڑھا ہوا ہے۔ دینی حمیت وغیرت اور شرافت نفس رخصت ہوتی جارہی ہے۔ مذہبی تمدن، اسلامی وقار، ایمانی چمک اور شرعی پاکیزگی کو خود اپنے ہاتھوں دفن کرنا شب وروز کے معمولات بن گئے ہیں۔ بلاشبہ داڑھی شعار اسلام، جملہ انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ، تابعین، ائمہ، علما اور اولیا عظام رضی اللہ عنہم کی سنت جلیلہ ہے مگر مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اس مقدس سنت سے محروم ہے لیکن غیروں کے شعار کو اپنانا، اس کے کلچر کو اپنے معاشرے میں داخل کرنا دارین کی برکتوں سے ہاتھ دھونا اور قہر الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ ہماری زندگی کی راہوں میں کامیابی وکامرانی کا سورج اسی وقت طلوع ہوسکتا ہے جب ہمارے کردار اور روز وشب کی فضا میں سنت وشریعت کی خوشبو رچی بسی ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں:

"داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرنا واجب اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اس کا خلاف ممنوع وحرام اور کفار کا شعار۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **عشر من الفطرۃ قصر الشارب واعف باللحیۃ الحدیث**. یعنی دس چیزیں سنت انبیا کرام علیہم السلام کی ہیں۔ ان میں سے مونچھیں کم کرانا اور داڑھی حد شرع تک چھوڑ دینا۔ رواہ مسلم، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح میں فرماتے ہیں کہ **خالفوا المشرکین وافوا اللحی واعفوا**

الشارب. مشرکین سے مخالفت کرو، داڑھیاں پوری اور مونچھیں کم کر دو۔ اور بعض احادیث میں وارد ہیں مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوسی کی شکل نہ بناؤ۔ سنت سینہ رسول اللہ ﷺ کو ترک اور مشرکین اور مجوسی کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں۔ علاوہ اس میں بغیر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے''۔[۵۰]

فکر آخرت سے بے نیاز کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ داڑھی رکھ کر بھی آدمی جھوٹ بولتا ہے، نماز روزہ اور اسلامی تقاضوں سے کوسوں دور ہے تو اس سے بہتر ہے کہ داڑھی نہ ہو مگر نماز، روزہ کا پابند ہو۔ کم از کم اس کا باطن تو آراستہ اور روشن ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''اس میں شک نہیں کہ اصلاح باطن آرائش ظاہر سے اہم تر مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر وارتکاب محرمات وممنوعات کی کس نے اجازت دی۔ تعمیل حکم شرع و اتباع سنت شارع کہ داڑھی بڑھانے اور نیچی رکھنے میں پائی جاتی ہے۔ وہ اپنے دعویٰ میں ہی جھوٹا ہے کہ باطن میرا آراستہ ہے۔ اگر فی الواقع باطن اس کا زیور صلاح سے مزین اور بحکم خدا ورسول منقاد ہوتا تو اتباع سنت چھوڑ کر شعار کفر و شرک و بدعت کی پیروی پسند نہ کرتا اور حکم شرع سن کر سر جھکاتا اپنے فعل شنیع پر مصر نہ ہوتا''۔[۵۱]

داڑھی منڈانا حرام ہے، بھنویں منڈانا حرام ہے۔ مرد ہو کر کانوں میں مندرے پہننا حرام ہے۔ شانوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے۔ مرد کو زنانی وضع کی کوئی بات اختیار کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔[۵۲]

بال اور داڑھی میں کالا خضاب لگانا: آج کثرت سے لوگ اپنی داڑھی

اور بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے کالا خضاب استعمال کرتے ہیں اور وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ شباب کی رعنائی پلٹ آئی ہے۔ ایسے لوگوں کو معلوم ہونی چاہئیے کہ سیاہ خضاب کا استعمال سب سے پہلے فرعون نے کیا اور یہ بھی حیرت ناک بات ہے کہ لوگ فرعون کی سنت کو زندہ کرنے میں اپنی عظمت شان تصور کرتے ہیں اور خدا و رسول کی ناراضگی کو دعوت دینے میں ان کا ضمیر انہیں ملامت بھی نہیں کرتا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فرماتے ہیں:

''صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقاً حرام ہے۔ جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ و معتبرہ ناطق حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی داڑھی خالص سپید دیکھ کر ارشاد فرمایا غیروا ھذا الشیب واجتنبوا السواد۔ اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی سے بچو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے راوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں آخر زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے۔ جنگلی کبوتر کے سینے اکثر سیاہ و نیل گوں ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بالوں اور داڑھیوں کو ان سے تشبیہ دی۔

ابن سعد عامر رضی اللہ عنہ مرسلاً راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو سیاہ خضاب کرے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ نیز کبیر طبرانی میں بسند حسن حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو بالوں کی ہیئت بگاڑے اللہ کے یہاں اس کے لئے کچھ حصہ نہیں۔ علماء فرماتے ہیں ہیئات بگاڑنا یہ کہ داڑھی مونڈھے یا سیاہ خضاب کرے۔ افسوس کہ ذرا سے نفسانی شوق کے لئے آدمی ایسی سختیوں کو گوارہ کرے۔ جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے۔ علما جب کراہت بولتے ہیں تو اس سے کراہت تحریم مراد لیتے ہیں

جس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب نار ہے۔[۵۳]

کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھلانا: غیر شرعی رسوم اور اوہام باطلہ کی فضائے مسموم سے اسلامی آبادی بھی مکدر ہوتی جارہی ہے۔ خیر وشر کے پہچاننے کی صلاحیت مردہ ہوچکی ہے، اچھے برے کا فرق مٹتا جارہا ہے اور حیرت کی بات یہ ہے کہ شریعت کے مخالف کام کرنے میں ان کی غیرتِ حق احتجاج بھی نہیں کرتی۔ کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھلانا، اس سے اچھے برے تقدیر دریافت کرنا اور اس کے بتائے پر اعتماد کرنا شرعاً سخت جرم ہے مگر آج ہمارے معاشرے میں اس طرح کی بیماری بھی داخل ہوچکی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں:

"کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے، تو کفر خالص ہے۔ اسی کو حدیث قدسی میں فرمایا فقد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اگر بطور اعتقاد نہ ہو مگر میل ورغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے۔ اس کو حدیث میں فرمایا لم یقبل اللہ لہ صلاۃ اربعین صباحاً. اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا اور اگر بطور استہزا و ہزل ہو تو عبث و مکروہ و حماقت ہے۔ ہاں! اگر بغرض تعجیز ہو تو حرج نہیں"۔[۵۴]

مزارات کو سجدہ کرنا: مذہب اسلام نہایت مقدس اور صاف ستھرا مذہب ہے جہاں افراط وتفریط کی بالکل گنجائش نہیں۔ ہر چیز اپنی حد میں ہو اس سے سرمو تجاوز شریعت کی نظر میں بہت بڑا جرم ہے۔ اولیاے کرام رضی اللہ عنہم کے آستانے بلاشبہ مرکز انوار وتجلیات ہیں، وہاں کی حاضری درد کی دوا اور مصائب سے نجات کا ضامن

ہے۔ مگر اس اندھی عقیدت کو کیا کہیئے کہ لوگ وہاں پہنچ کر ہوش کا دامن چھوڑ بیٹھتے ہیں اور انہیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اللہ کے سوا دوسروں کو سجدہ گناہ ہے۔ اس کے تعلق سے بھی شرعی پاسداری اور اسلامی تقدس کی عظمتیں دیکھنی ہوں تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کی سیرت پڑھیں۔ ان کی خوب صورت زندگی، چمکتے کردار اور ان کے اقوال سے طرز شریعت سیکھیں۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیئے سر کو روکیئے ہاں یہی امتحان ہے

سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے اس موضوع پر ''الزبدة الزكيه لتحريم سجود التحيه'' کے نام سے نہایت جامع رسالہ تحریر فرمایا جس میں متعدد آیات قرآنی، چالیس احادیث کریمہ اور تقریباً ڈیڑھ سو نصوص فقہیہ سے یہ ثابت فرمایا کہ بہ نیت عبادت غیر اللہ کو سجدہ کرنا کفر و شرک اور بہ نیت تعظیم حرام ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''مسلمان! اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان! جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں اس کے غیر کو سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین اور کفر مبین ہے اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اور اس کے کفر میں اختلاف علمائے دین، ایک جماعت فقہائے سے تکفیر منقول اور عندالتحقیق کفر صوری پر محمول''۔ ۵۵

مزار کا طواف: خانقاہیں مرکز روحانیت ہوتی ہیں جہاں کثافت روح اور ظلماتِ نفس کو دور کر کے طہارت قلب ونظر کی دولت تقسیم کی جاتی ہے۔ مادی دنیا کو قدموں تلے روندنے کا شعور بخشا جاتا ہے۔ اخلاقی بحران دور کر کے صحیح عرفان عطا کیا جاتا ہے، فکر ونظر کی سلامتی اور عشق و یقین کا گداز پیدا کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے نصاب تعلیم کا پہلا ورق تزکیۂ نفس، سوز باطن، گرمیٔ اخلاص، حرارت محبت اور تصفیہ

قلب ہے۔ اس کے برعکس خانقاہ سے غلط رسموں کی اشاعت ہو رہی ہے تو یقین جانئے کہ وہ اپنے مقصد وجود سے برگشتہ ہے۔ اولیاے کرام رضی اللہ عنہم کے آستانے توسل الی اللہ کے لئے سنگ میل ہیں۔ انہیں وسیلہ بنا کر بارگاہ ایزدی میں جو عرضی پیش کی جائے اسے قبولیت کی معراج حاصل ہوتی مگر یہ بھی وقت کی ستم ظریفی ہے کہ جہاں سے خیر کے چشمے ابلتے ہیں اور جہاں کی حاضری سے عصیاں کے پتھر پگھلتے ہیں آج اسی مخزن برکات وسعادت کو ان پڑھ مجاوروں نے خرافات کا اڈہ بنا دیا ہے۔ ہونا تو یہ تھا کہ آدمی عقیدت کی آنکھیں بچھائے، محبتوں کے پھول لئے حاضر ہو، فاتحہ پڑھے اور اسی ادب واحترام کے ماحول میں الٹے پاؤں پلٹ جائے۔ لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ لوگ مزار کا طواف کرتے اور پھیرا لگاتے ہیں جو بلاشبہ معمولاتِ اہل سنت کے خلاف اور احکامِ شرعیہ کے منافی ہیں اور اس طرح کے افعال کرنے اور کرانے والے دونوں ہی شریعت وطریقت کے فیضان سے محروم ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں:

> "مزار کا طواف محض بہ نیت تعظیم کیا جائے، ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بہ خانہ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ نہ دینا چاہئے۔ علماء اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا، اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز، کہ اس سے شریعت میں ممانعت نہیں آئی ہے اور جس چیز کو شریعت نے منع نہیں فرمایا ہو منع نہیں ہوسکتی"۔ ۵۶

مزارات پر حاضری کے آداب: کچھ لوگ مزارات پر حاضری کے وقت مزار سے بالکل چمٹ کر کھڑے ہوتے ہیں جب کہ یہ طریقہ نہایت غیر مؤدب اور صاحب آستانہ کی عظمت کے خلاف ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ فرماتے ہیں:

''مزارات شریفہ پر حاضری کے وقت پائنتی کی طرف سے آئے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز میں باادب سلام کرے۔ السلام علیک یا سیدی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پھر درود غوثیہ تین مرتبہ، الحمد شریف تین بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار اور وقت فرصت دے تو سورہ یٰسین اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلوب جائز شرعی ہو اس کے لئے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے۔ پھر اسی طرح سلام کرکے واپس آئے۔ مزار کو ہاتھ نہ لگائے، نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز اور سجدہ حرام''۔ ۵۷

رات کو آئینہ دیکھنا منع نہیں: اکثر جگہوں پر یہ بات مشہور ہے کہ رات میں آئینہ دیکھنے سے چہرے پر چھائیاں آجاتی ہیں اور چہرے کی خوب صورتی ختم ہو جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ لکھتے ہیں:

''رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ بعض عوام کا خیال ہے کہ اس سے منہ پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں، نہ ہی کوئی ثبوت شرعاً ہے، نہ طباً نہ تجربۃً اور عورت کے لئے اپنے شوہر کے سنگار کے واسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے۔ ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بناء پر منع نہیں ہو سکتی''۔ ۵۸

مردوں کو سونا پہننا حرام ہے: آج کل مرد بھی عورتوں کی طرح سونے کی انگوٹھی، گلے میں سونے کا ہار اور ہاتھوں میں سونے چاندی کے کڑے استعمال کرنے لگے ہیں جب کہ مردوں کو صرف چاندی کی انگوٹھی، وہ بھی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

''مرد کو سونا پہننا حرام ہے۔ صرف ایک نگ کی چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی اس کی اجازت ہے۔ جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ وزن کی، یا کئی انگوٹھیاں اگر چہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں، پہنے اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے''۔ ۵۹

قبروں پر لوبان اور اگربتی کا جلانا: مزارات یا قبروں پر لوبان، اگربتی اور چراغ کا جلانا ایک عام رواج ہے۔ ناخواندہ حضرات اسے حسن عقیدت کی اہم کڑی تصور کرتے ہیں اور بڑے شوق و رغبت کے ساتھ یہ کام انجام دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

''قبروں کی طرف شمعیں لے جانا بدعت اور مال ضائع کرنا ہے''۔ ۶۰

''اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات۔ اور جو کام دینی فائدے اور دنیاوی نفع جائز سے خالی ہو عبث ہے اور عبث خود مکروہ ہے۔ اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ لاتسرفوا ان اللہ لایحب المسرفین۔'' ۶۱

''عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیئے۔ اگر چہ کسی برتن میں ہو اور قریب قبر سلگانا اگر وہاں نہ کچھ لوگ بیٹھے ہوں، نہ کوئی تالی یا ذاکر ہو، بلکہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف اور اضاعت مال ہے، میت صالح اس غرفے کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نسمیں بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں دنیا کی اگربتی ولوبان سے غنی ہے''۔ ۶۲

درود پاک کو اختصار کے ساتھ لکھنا: آج اکثر لوگ حضور سید عالم ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ درود شریف کا پورا صیغہ استعمال کرنے کی بجائے صرف صلعم یا "ع" یا "ص" یا "صل" لکھتے ہیں اور اولیائے کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام کے ساتھ صرف "رح" یا "رض" لکھتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ اتنے جری ہیں کہ اسم جلالت کے ساتھ "جل" لکھنے سے بھی خوف نہیں کھاتے۔

صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نام پاک کے ساتھ تحریراً و تقریراً درود شریف لکھنا مومن کے لئے ضروری ہے۔ بخل، کنجوسی، اہانت، حسد یا کاغذ اور وقت کی بچت کے لئے درود شریف کی بجائے مہمل اشارات پر عمل کرنا خارجیوں کا طریقہ ہے۔ سب سے پہلے اس بدعت قبیحہ کی ابتدا بنو امیہ کے زمانے میں ہوئی۔ نجدیہ نے اسے اپنایا، وہابیہ اور دیابنہ نے اسے خوب خوب فروغ دیا اور یہ ناپاک اور قبیح حرکت آج بھی ان کی کتابوں سے ظاہر ہے اور اب اس مرض میں کچھ سنی حضرات بھی مبتلا ہیں۔

درود شریف ایک نہایت مقدس اور جامع دعائیہ کلمہ ہے۔ وہ زبان و دہن کتنے پاکیزہ ہیں جن سے درود شریف کا ورد ہوتا ہے اور اس مبارک لب کو کیا کہیئے جس کو فرشتے چومتے اور نوری پروں سے مس کرتے ہیں۔ ایک مومن کے لئے اس سے بڑھ کر معراج زندگی اور کیا ہوگی کہ جب آقائے کونین رحمت عالم محمد عربی ﷺ کا نام نامی اور اسم گرامی آئے تو زبان و قلم باوضو ہو کر درود شریف کا ورد کرنے لگیں۔ کچھ بزرگوں نے درود شریف کو اشاروں اور کنایوں میں لکھنے کو مکروہ تحریمی اور گناہ عظیم بتایا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صللم لکھا کرتے

ہیں محض مہمل و جہالت ہے۔ القلم احدی اللسانین جیسے زبان درودشریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا۔ یوں ہی ان مہملات کا لکھنا درود شریف لکھنے کا کام نہ دے گا۔ ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لھم میں نہ داخل ہوں۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود پاک لکھا جائے ﷺ"۔ ۶۳ے

تعزیہ بنانے کا حکم: تعزیہ کی شکل جو ملک میں رائج ہے، مثلاً ہاتھی، اونٹ، گھوڑا اور پری وغیرہ کی شکلیں بنائی جاتی ہیں جو یقیناً بدعت اور اسلام کی نگاہ میں ناپسندیدہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری لکھتے ہیں:

"علم تعزیہ، برق مہندی جس طرح رائج ہے، بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی، تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اسے منت جاننا اور حماقت، اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے۔ مسلمان کو ایسی حرکات وخیال سے باز آنا چاہئے"۔ ۶۴ے

ناموں میں عبد چھوڑنے کی بلا: پروردگار عالم کے جتنے صفاتی نام ہیں، اگر کوئی مسلمان رکھے تو ضروری ہے کہ شروع میں عبد لگائے۔ بغیر عبد کے نام رکھنا اور پکارنا دونوں منع ہے۔ مگر آج عوام وخواص سبھی اس مرض میں مبتلا ہیں کہ عبد کو ہٹا کر صرف صفاتی نام سے پکارتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"یہ ایک عام بلا ہے کہ نام عبدالکریم، عبدالرحیم، عبدالقدیر ہیں مگر زبان زد ہے کریم، رحیم، قدیر اور اس مرض میں جاہل، کم فہم طبقہ ہی نہیں بلکہ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ بھی مبتلا ہیں کہ عبدالرشید، عبدالشکور، عبدالمجید کو رشید صاحب، شکور صاحب، مجید صاحب کہتے ہیں۔ یہ کیسے تعلیم یافتہ ہیں جنہیں عبد ومعبود میں امتیاز نہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم"۔ ۶۵ے

اوپر خدا نیچے آپ: آج اکثر لوگ یہ استعمال کرتے ہیں "اوپر والا جانے"، "اوپر والے کے ہاتھ میں ہے"، "اوپر والا جو کرتا ہے اچھا کرتا ہے"۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات جہت اور سمت سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس طرح کا جملہ بولنا درست نہیں۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"دست سوال دراز کرتے وقت بعض مفلوک الحال اپنی عشرت کا اظہار کرتے کرتے اس نواح میں ایک جملہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں، "اوپر خدا ہے اور نیچے آپ ہیں"۔ اس جملہ کو جہاں سائل نے شروع کیا۔ اعلیٰ حضرت فوراً روک دیا کرتے تھے"۔ ٦٦

محرم کی غلط رسمیں: محرم الحرام کے مہینے میں اکثر لوگ اپنے مکان پر سواری بٹھاتے ہیں اور اسے نعل صاحب کی سواری کہتے ہیں۔ اکثر لوگ اس سے منتیں مانگتے ہیں اور بہت کچھ چڑھاوا وغیرہ کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"سواری مذکور بٹھانا اور اس سے منتیں مانگنا بدعت جہال ہے کہ فسق عقیدہ یا فسق عمل سے خالی نہیں۔ اور اہل بدعت و فساق کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے"۔ ٦٧

اصلاح معاشرہ کے حوالے سے اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے ارشادات وتحریرات کی چند جھلکیاں میں نے پیش کیں تاکہ آپ اپنے اندر کردار کی مستی اور عشق کی گرمی پیدا کریں۔ نیز اہل سنت و جماعت کے معمولات ومراسم کے خوب صورت چہرے کی زیارت بھی ہو جائے اور امام احمد رضا کی فکر وشخصیت پر بدعت کی اشاعت کا جو الزام ہے، صداقت سے اس کا کتنا تعلق ہے صحیح طور پر اندازہ لگا سکیں۔

کتابیات

۱۔ فقیہ اسلام، ص ۱۱۸-۱۱۹، ڈاکٹر حسن رضا خاں، پٹنہ

۲۔ حیات اعلیٰ حضرت، ص ۲-۳، ملک العلما علامہ ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۰۵، علامہ بدر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ تذکرہ علمائے اہل سنت، ص ۳۹، مفتی شفیق احمد شریفی

۵۔ فقیہ اسلام، ص ۱۵۹، ڈاکٹر حسن رضا خاں، پٹنہ

۶۔ سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۴، علامہ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۱۲۵-۱۲۶، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

۸۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۱۲۵-۱۲۶، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

۹۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۱۲۵-۱۲۶، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

۱۰۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۱۲۵-۱۲۶، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

۱۱۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ۱۲۵-۱۲۶، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

۱۲۔ سیرت اعلیٰ حضرت، ص ۱۳، استاذ العلما مولانا حسنین رضا قادری قدس سرہ

۱۳۔ حیات اعلیٰ حضرت، ص ۲۸۰، علامہ ظفر الدین قادری قدس سرہ

۱۴۔ الملفوظ، جلد ۲، ص ۲، حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ

۱۵۔ الملفوظ، جلد اول، ص ۳۸، حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ

۱۶۔ الملفوظ، جلد ۲، ص ۳۳، حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ

۱۷۔ الملفوظ، جلد ۲، ص ۴، حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ

١٨۔ وصایا شریف، ص ٤٢، علامہ حسنین رضا قادری قدس سرہ

١٩۔ وصایا شریف، ص ٤٥-٤٤، علامہ حسنین رضا قادری قدس سرہ

٢٠۔ ماہنامہ کنز الایمان، مارچ ٢٠١٠ء، ص ٤١، حافظ قمر الدین رضوی

٢١۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ١٢٤، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

٢٢۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ١٢٤، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

٢٣۔ امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ، ص ١٢٤، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

٢٤۔ ماہنامہ کنز الایمان، مارچ ٢٠١٠ء، ص ٤١، حافظ قمر الدین رضوی

٢٥۔ رضا بک ریویو کا کنز الایمان نمبر، ص ٩٣، ڈاکٹر امجد رضا امجد، پٹنہ

٢٦۔ رضا بک ریویو کا کنز الایمان نمبر، ص ٩٣، ڈاکٹر امجد رضا امجد، پٹنہ

٢٧۔ فریضۂ دعوت وتبلیغ، ص ١٥، مولانا شمس الدین مصباحی، دار القلم، دہلی

٢٨۔ معارف محسن ملت، ص ٢٤-١٢٣، محمد قمر الزماں مصباحی مظفر پوری

٢٩۔ الملفوظ کامل، جلد دوم، ص ٢٤٠، حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

٣٠۔ مقال العرفا، ص ٦-٩، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

٣١۔ فتاویٰ رضویہ، جلد ٩، ص ٨٨، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

٣٢۔ فتاویٰ رضویہ، جلد ١٢، ص ٧٦، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

٣٣۔ احکام شریعت، اول، ص ٢٩، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

٣٤۔ احکام شریعت، اول، ص ٣٢، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

٣٥۔ الملفوظ کامل، اول، ص ١١٢-١١١، حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

٣٦۔ ہادی الناس فی رسوم الاعراس، ص ٢، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

٣٧۔ ہادی الناس فی رسوم الاعراس، ص ٣، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

٣٨۔ احکام شریعت، اول، ص ٢٦، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۳۹؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۲۱۶-۲۱۷، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۰؎ الملفوظ کامل، اول، ص ۶۸، حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

۴۱؎ عطایا القدیر فی حکم التصویر، ص ۸، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۲؎ بدر الانوار فی آداب الآثار، ص ۴۶-۴۷، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۳؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۱۰۷، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۴؎ سہ ماہی رفاقت، اپریل ۰۴، ص ۲۴، ڈاکٹر امجد رضا، پٹنہ

۴۵؎ احکام شریعت، حصہ سوم، ص ۲۷۲، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۶؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۲۶، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۷؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۸۸، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۸؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، ص ۲۶۷، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۴۹؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۱۸۸، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۰؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۲۹، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۱؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۳۰، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۲؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۲، ص ۳۶۲، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۳؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۳۱-۳۰، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۴؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۲۱۳، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۵؎ عرفان شریعت، ص ۲۷، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۶؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۸، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۷؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۲۱۲، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۸؎ فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۳۸۳، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۵۹؎ ملفوظ شریف کامل، جلد ۲، ص ۲۳۶، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۶۰ ابریق المنار بشموع المزار، ص ۹، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۶۱ احکام شریعت، اول، ص ۶۷، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۶۲ فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۱۴۱، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۶۳ فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۵۴، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

۶۴ سہ ماہی رفاقت، اپریل ۰۴، ص ۲۴، ڈاکٹر امجد رضا، پٹنہ

۶۵ حیات اعلیٰ حضرت، ص ۳۵۰-۳۵۱، علامہ ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۶۶ حیات اعلیٰ حضرت، ص ۳۵۰-۳۵۱، علامہ ظفر الدین رحمۃ اللہ علیہ

۶۷ فتاویٰ رضویہ، جلد ۳، ص ۱۷۸، امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ

❁ ❁ ❁